

يُرْوَى الْكَلِمَاتُ وَنَسَبُهَا كَقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَنَسَبُهَا
يُحْسِنُ مَنْ حَسَنَ حَقَّادِهَا وَنَسَبُهَا كَقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَنَسَبُهَا
ان اللہ یحب الحسین

سگر شت وید

۱۱۳۱ وید

ہم کس طرح رہ گئے؟

عبدالحق

کوآرڈینیٹر سید زین العابدین اور مدین طبع ہوا

فہرست

	۱	مقلد صہ - دنیا میں اسلام کیوں آیا؟	۱	وید علم الہی سے خالی ہیں۔
۱۸	۲	اسلام کا اثر عیسائیت پر	۲	دوسری فصل - پیدائش وید کا افسانہ
۱۹	۳	اسلام کا اثر ہندو مذہب پر	۳	الہام کی تشریح سے وید بے بہرہ ہے
۲۱	۴	مہوسمندی کی رو سے عقل و ہریت کی ایک	۴	ویدک سچ پیدا ہونے اور دیگر نکر پیدا ہونے
۲۲	۵	رنگ ہے۔	۵	اگنی سوا یو سادتیہ دیوتا تھے یا رشی (یعنی لہم)
۲۳	۶	عظیم ہندو ہیت میں اسلام کا پیوند	۶	موجودہ وید ان رشیوں پر نازل نہیں ہوئے
۲۴	۷	سوامی دیانند کی تفسیر وید کی نسبت فضلاً	۷	وید کس کھجے سے تراشے گئے۔
۲۵	۸	سنسکرت کی آرا۔	۸	چاروں وید ایک دوسرے کے دشمن ہیں
۲۶	۹	سوامی دیانند کی نسبت عمل آریہ سماج کی آرا	۹	وید پر بچا تپ کی ڈاڑھی کے بال ہیں۔
۲۷	۱۰	دیانند جی عمر بھرائے عقاید بدلتے رہے۔	۱۰	وید اور پران قربانی کی جڑ سے پیدا ہوئے
۲۸	۱۱	لالہ لالچت رائے اور پنڈت نرپوشاستری کی	۱۱	تیسری فصل - ویدوں کی گم شدگی۔
۲۹	۱۲	سرگزشت وید - باب اول	۱۲	ویدوں کی چوری ہو گئی۔
۳۰	۱۳	فصل اول - لفظ وید پر بحث۔	۱۳	موجودہ وید ناقص ہیں
۳۱	۱۴	سوامی دیانند اور لفظ وید کے معنی	۱۴	سیاہ و سفید بچر وید کا نقشہ
۳۲	۱۵	چاروں ویدوں نے اپنا نام وید نہیں دیا۔	۱۵	دوسرا باب
۳۳	۱۶	وید سائیس کی کتاب نہیں۔	۱۶	پہلی فصل - ویدوں کے مختلف نسخے
۳۴	۱۷	وید صرف چار ہی نہیں	۱۷	لوگوں کی آسانی کیلئے وید ٹکڑے ٹکڑے کو بیگی
۳۵	۱۸	وید میں سابقہ کتب کا ذکر	۱۸	وید کے ۱۱۳ مختلف نسخے بن گئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُحَمَّدًا وَنَصَّى عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِیْمِ

(قرآن کریم)

ہر ایک قسم کی حمد اور تعریفیں کی مستحق وہ ذات ہے کہ جو کسی خاص قوم یا ملک یا زمانہ کا رب نہیں بلکہ اسکی ربوبیت اور نعمتوں کا دسترخوان تمام اقوام عالم کے آگے یکساں طور پر بچھا یا گیا ہے۔ وہ ذات اپنے ہاتھ سے تمام دنیا جہان کی امتوں کو جو کچھ دیتی ہے۔ اسکے دینے میں کسی خاص قوم کی کوئی رعایت اور حاکمیت مد نظر نہیں رکھتی جب وہ کسی خاص قوم یا ملک کا ہی رب نہیں بلکہ وہ تمام اقوام عالم کا رب ہے تو پھر اسکی مرتبہ یہ بخل اور تقصیر کیسے نسبت کیا جاسکتا ہے۔ کہ وہ صدقاً اقوام عالم میں سے صرف ایک خاص قوم کو ہی اپنا اکلوتا بیٹا قرار دیکر دینے کے اندر شرارت اور حسد کا تخم بودے سادات نسل انسانی کی یہ پہلی دلیل ہے۔ کہ جو خداوند عالم کی

آخری وحی (قرآن کریم) نے انسان کی بصیرت کے لیے سب سے پہلے بیان کی ضروریات
 زمانہ اور اقوام مختلفہ کے فواد ذہنی اور روحانی استعدادوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمیشہ
 ہمیشہ اس رب العالمین کی طرف سے نسل انسانی کی فلاح اور بہبودی کے لئے روحانی
 بارشیں آسمان سے نازل ہوتی رہیں لیکن زمین کی خشکتوں یا اہل زمین کی شرارتوں
 کی وجہ سے وہ خالص اور صفیا پانی ایک عرصہ کے بعد جب مادہ حیات کو اپنے اندر سے
 کھو دیتا تھا تو رحمت الہی دوبارہ جوش میں آکر مردہ زمین کو نئے سرے سے زندہ کر دیتی
 تھی۔ تاریخ عالم اس امر پر شاہد ہے۔ کہ چھٹی صدی مسیحی کے اوائل میں تمام اقوام عالم
 پر ایک عالمگیر موت وارد ہو چکی تھی۔ تعلیم اور ہدایت کے وہ مقدس چھینے کہ جن کو خداوند عظیم
 نے نسل انسانی کی رہنمائی کے لیے مختلف اقوام عالم میں اپنے برگزیدہ بندوں کی معرفت نازل کیا تھا
 وہاں پرست علماء کی شرارتوں اور نفس پرستیوں کی وجہ سے ہر ایک قسم کی حرام کارہوں اور فحاش کے
 جواز کے فتاویٰ کی شکل اختیار کر چکے تھے۔ اس حقیقت کا اکتشاف تو بھی خود قرآن کریم نے ہی کیا ہے
 قرآن ہے نا اللہ لقد آمرسلنا الی اہم من قبلت فرین لھم الشیطن اعمالھم فہو لہم الجوم و
 لھم عذاب الیوم ہماری ذلتہ ہی خود اس امر کی نشاہد صادق ہے۔ کہ ضرور ضرور ہم نے تجھ
 پہلے تمام امتوں کی طرف رسولوں کو بھیجا اس کے بعد شیطان نے ان لوگوں کی نگاہ میں انکی اپنی
 بد اعمالیوں کو اچھا کر دکھایا۔ وہی شیطان آج ان کا دوست ہے۔ اور ان کے لیے نہایت دردناک
 عذاب ہے۔ قرآن پاک کے ان الفاظ کے اندر ان لوگوں کے لیے کہ جو مختلف مذاہب سے تبادلہ
 خیالات کرتے ہیں یا کسی مذہب اور مذہبی کتاب پر نقد و تبصرہ کرتے ہیں ایک درس بصیرت موجود ہے
 کہ کبھی کسی مذہب کے پیروں کی بد اعمالیوں کو ان کے مذہب کی طرف منسوب نہ کرے کیونکہ خدا کی طرف
 سے جو تعلیم اس مذہب کے بانی کو دی گئی وہ تو اعلیٰ اور یکساں تعلیم تھی گریج میں اس مذہب کے ماننے
 والوں نے شیطان کی پیروی کر کے بد اعمالیوں کو جائز قرار دے لیا۔ خدا کی طرف سے تو کسی مذہب کی
 تعلیم بھی بری نہیں ہو سکتی مگر شیطان نے ان مذہب کے ماننے والوں کو صو کا دیکر بد اعمالیوں

کوان کی نگاہ میں اچھا کر رکھا ہے پس چاہیے کہ تم بھی لوگوں کی برائیوں کو ان کے مذہب کی طرف منسوب نہ کرو۔ کوئی مذہب بھی اپنی اصلی حیثیت میں لوگوں کو با اعمالیوں کی تعلیم دینے کے لیے نہیں آیا مگر رسول کی زندگی کے بعد لوگ شیطان کے پھندے میں پھنسنے لگے اور ان کیوں کی بجائے بدیوں سے پیار کرنے لگ گئے دوسری بات جو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ اس رسول سے پیشتر دنیا کی ہر ایک قوم کی طرف ہادی اور رسول آئے مگر آج ان مذہب میں سے کوئی بھی اپنی اصلی حالت پر نہیں رہا۔ ظہر الفساد فی البر والبخس غفلکی اور تری ملکوں اور جزیروں سب میں فساد برپا ہو گیا یہی وقت انتہا سلسلہ کے ظہور کا وقت تھا۔

اسلام ایک عالمگیر رحمت الہی کی بارش تھی کہ جس نے تمام کوزہ ارضی کی نہاں نہاں ہندو لوہ کو سرخ زمین سے باہر نکال کھڑا کیا۔ اور ویرانہ عالم بہت تھوڑے عرصہ میں پہلے پہلے کھیتوں سے سرسبز اور شاو آب ہو گیا۔ عالم روحانیت کے وہ سب باغ و گلہ خدا کے مقدس بندوں نے تمام مہموروں کو عالم میں آباد کیا تھا۔ مدت سے اپنے باغبانوں کی غفلت یا شرارت سے مرجھا چکے تھے۔ اسلام آیا اور اس نے نئے سرے سے ان روشوں کو دست کیا۔ زمانہ کی بخشی اور روح افزا ثمرات کے درختوں (مخفایہ و اعمال) کے نیچے ہمیشہ جاتی رہنے والی نہروں کو روان کیا۔ تاکہ وہ اپنے موسم اور وقت پر ہمیشہ پھل لاتے ہیں، ہرگز ارض کا ہر ایک قطعہ ایسا نہ تھا کہ اس کے اندر گل و لالہ اور روح پرور پھل دار درخت ہی پیدا ہوتے۔ شعور بذر زمینوں پر بھی یہ رحمت کی بارش برسی۔ وہاں کانٹے دار گھاس اور خار دار جھاڑیوں کے سوا کچھ پیدا نہ ہو سکا کہ جس سے دنیا اور جہان کی نگاہ میں ہر ایک زمین کی قابلیت اور استعداد کھل کر ظاہر ہو گئی۔ ایذا رساں جھاڑیاں اور پھولوں کی کباریاں الگ الگ اوصاف طہر پر بنائیاں ہو گئیں۔ سرقد تبین (تمیز من العجی) اور دشمنوں نے جان لیا کہ ان کو کون پودوں کی نشوونما میں کوشش کی نہی چاہیے۔ کین پھولوں سے انسانی زندگی کے لیے ماہ الحیات یا شفا اور رحمت کا نسخہ تیار ہو گا۔ اور کون سے درخت اور گھاس اور خار وار

اور خردوار جماعتوں کی طرح عقلمند باغبان کی قیچی اور کدال کی نذر کے قابل ہیں۔

مذہب عالم کے عقائد و اعمال پر جو زبردست تنقید اور نظر قرآن کریم نے ڈالی ہے۔ اس سے تمام مذاہب کے چہروں پر زوری چھا گئی۔ اور اسی کا یہ اثر ہے کہ چاند پارا
 نماں چھو اور پوشیدہ مذاہب عالم کا رجحان طبعی اسلام کی طرف ہوتا جاتا ہے۔ بہت ہی جتنا
 اور حرج باتیں کہ جو ان کے مقدس حقیقوں میں، روز روشن کی طرح نمایاں ہیں۔ ان پر پردہ ڈالنے
 کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور اپنے تاریک اور ویران کاشانوں کو نور اسلام سے روشنی لے
 کر روشن کیا جاتا ہے۔ یہ اسلام کی زبردست فتح کا ایک روشن ثبوت ہے کہ جو اس نے
 غیر مذاہب کے قلوب پر حاصل کی ہے۔

عالم عیسائیت کا رہ و خشنود گوہر کہ جس کے عزیز و قار کے سامنے آج عیسوی دنیا
 سرنگیں ہے۔ اور جس کا نام ارتقا کے عیسویت کی تاریخ میں مارٹن لوتھر سنہری صوفت
 میں کندہ ہے۔ اس کے عقائد و اعمال پر تنقید کرنے والوں سے پوچھو کہ انہوں نے اس
 وقت اس کو کیا خطاب دیا؟

اسلام کا اثر
 عیسائیت پر

ہندوستان میں اسلام کی فکر ہندو مذہب سے ہوئی۔ تو ایک ہی فکر میں ہندو مذہب
 کے بیسیوں ٹکڑے اڑ گئے۔ بلاشبہ یہ سچ ہے کہ ہندوستان میں اسلام کی آمد کے پستیر بھی
 ہندو مذہب پیشہ فرقوں میں منقسم تھا۔ لیکن وہ تمام فرقے ایک دوسرے سے صرف منقسم

اسلام کا اثر
 ہندو مذہب پر

تھے۔ باوجود کہ کمارت مہا چاریہ پر وہ فیبر سنسکرت پر ہیڈنسی کالج کلکتہ وید کے متعلق لکھتے ہیں کہ
 رنگ و دید کے ایک ہزار بھجن کی مثال ایک نود و دو جہل اور ہونک جیا بان کی مثال ہے جس میں جو
 لگا کر وہ خردوار جہلوں کے سوا اور کچھ نظر نہیں آسے گا۔ اگر ان میں کوئی عمدہ بات ہو تو
 شاؤ ڈاؤر (ٹیکو نا لیکنگز) متعلقہ ہندو جائینٹ فیملی)
 شہ مارٹن لوتھر جو عیسوی فرقہ پرستشٹ کا بانی ہے اس کو پادریاں نے فخری کتے "کا خطاب دیا تھا۔
 جیسی برار ڈنٹے پوپ کی طرف سے جرمنی کے ریفاہروں اور بالخصوص لوتھر کے متعلق لکھا ہے کہ وہ عیسائیوں
 میں مذاہب اسلام کو جاری کرنے اور تمام پادریوں کو اس مذہب میں لانے کی کوشش کرتے ہیں۔
 بالنتیجہ اسے کہ مذہب اسلام میں اور لوتھر کے عقیدہ میں کچھ بہت فرق نہیں۔ چنانچہ وہ لوتھر

باتی صوفی مذہب پر

روایات کی بنا پر ہی علیہ علیہ تھے۔ مگر اسلام کی آمد کو یا معقولیت اور وہ ہشتندی کی آمد تھی۔ کہ جس نے سنائے عقل کی ایک ہی ضرب سے ہندو مذہب کو پاش پاش کر دیا۔ اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ ہم ہندو مذہب میں آج برہمن سماج اور آریہ سماج جیسے کسی قدر معقول پسند فرقوں کا وجود پاتے ہیں گو یہ معقول پسندی انکی اپنی مستند مذہبی روایات کی بنا پر دھرمینا کی ایک بہت بڑی رگ ہے۔ کہ جس کی موجودگی بقول مہاتما ستو ایک شخص کو ہندو دھرم سے خارج کر دیتی ہے بلکہ اسکو ناستک اور میریہ بنا دیتی ہے چنانچہ لکھا ہے کہ جو شخص عقلی دلائل سے دید اور تائسترا کو غلط سمجھ کر انکی توہین کرتا ہے۔ وہ دھرمتر ہے۔ اسکو سادہ لوگ اپنی مجلس سے باہر کر دیں گے

منوتی کی اس قدر تاکید کے باوجود اگر ہندو مذہب میں اسوقت کوئی مذہب میں عقل کا دخل جائز سمجھتا ہے۔ تو یہ اسلام کی تعلیم کا اثر نہیں تو اور کیا ہے۔ کہ جسکی وجہ سے ہندو مذہب کے ان دونے فرقوں برہمن سماج اور آریہ سماج کے بانیوں (راجہ رام موہن رائے اور سماجی دیوانند) نے ہندو دھرم کے عقاید کو چھوڑ کر مسلمانوں کے عقاید اختیار کرنے کا فتویٰ دیا۔ اور انکی نسبت یہ کہا گیا ہے۔ کہ انہوں نے ہندو دھرم کو بچھڑا دیا اور بنیاد سے اکھاڑ پھینکا۔ راجہ رام موہن رائے نے تو یہ دونوں کو نامعقول ٹھہرا کر اپنشنڈوں کو انکی صحت کا صحیحاً اقرار دیا۔ دیکھو راجہ صاحب موصوف کا ترجمہ انگلش بڑی کہن اپنشنڈ

اس غیب و برتر ہستی کی عبادت، بلا شرکت غیر سے کی وائیت اپنشنڈ میں لگائی ہے۔ . . . اگر دوسرے حصص دید اپنشنڈوں کے خالص عقاید کے خلاف معلوم ہوں تو انکو

کا جو میں بت برستی کے خلاف ہے۔ اس پر غور کرو

ماریش الفانس والٹس کہتا ہے کہ تیرہ نشانیاں اس بات کے ثبوت تھیں کہ موجود ہیں کہ اسلام میں اولیٰ حق کے مذہب میں ایک رت بھر کا بھی فرق نہیں حضرت محمد نے بھی اپنی باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے جو یہ مقدس پیرواں تو تھکر گئے ہیں (گوارثی ریلو مجز ۲۵)

لے پو او منیت سے سولے ہیو شاسترا شرایاد و ہر ساد و صوبی دہش کار یو نا حکو و بد مذہ کہ (منو سمرتی ۱۶)

منو سمرتی کی عقل دھرت کی ایک رگ ہے

شیر ہندو مذہب میں اسلام کا پسند

جیسنٹن ڈھبانا تو ٹھیک نہیں بلکہ انکو غیر معقول سمجھنا چاہیے، ”راجہ صاحب کی سوانح عمری میں جا بجا مذکور ہے کہ آپکو توجید کا خیال مرث اسلامی تعلیم سے ہی پیدا ہوا تھا۔ پس یہ دونو باتیں کہ مذہب میں عقل کو دخل ہے اور دیدوں کی تعلیم غیر معقول ہے۔ راجہ صاحب کو صرف اسلام کے مطالعہ سے متاثر ہو کر ہی تسلیم کرنی پڑیں۔

بانئے آریہ سماج کی نسبت یہ کہنا کہ انہوں نے آریہ سماج کی بنیاد دیدوں کی تعلیم پر رکھی ہے قطعاً غلط ہے۔ بلکہ بولوں کہنا چاہیے کہ سوامی جی نے دیدوں کو اسلامی تعلیم کا ہیونڈلگا کر نئے دید بنائے تھے چنانچہ سوامی دیانند نے جب اپنی تھیوریہ پنجاب گورنمنٹ کالجز میں عمائد تعلیم کے کورس میں داخل کر تے تھے غرض سے بھیجی اور پنجاب گورنمنٹ نے اس ریسیٹ کی رائے طلب کی تو اسپرنڈنٹ گورنر شادجی ہیڈ ہنڈت اور نیشنل کالج لاہور پرنڈنٹ کھی لیشن سیکنڈ شیپر اور نیشنل کالج لاہور مسٹر ثانی ایم۔ اے۔ پرنسپل پرینڈینسی کالج کلکتہ مسٹر الیف گرفتھے ایم۔ اے۔ منترجم ہرچہار دیدو پرنسپل مہند کالج بنارس نے بالاتفاق یہ رائے ظاہر کی کہ دیانند کا من گھڑت ترجمہ دیدوں کا ترجمہ نہیں ہے بلکہ دیانند نے نئے دید بنائے ہیں اس لئے پنجاب گورنمنٹ نے پرنڈنٹ دیانند جی کی درخواست داخل دفتر کر دی۔

۲۔ اسی طرح جہاں ہوا پادھیان پرنڈنٹ ہمیش چندر تنائسی۔ آئی۔ آئی۔ پرنسپل سنسکرت کالج کلکتہ پرنڈنٹ ٹورین چند رائے فاضل سنسکرت فیلو پنجاب یونیورسٹی پرنسپل کالج لاہور۔ پرنڈنٹ شییکر مان پرنڈنٹ بورنگ ایم۔ اے۔ مشہور و نامور فاضل سنسکرت بیٹی پرینڈینسی سابق اور نیشنل ٹرانسلیٹر گورنمنٹ بیٹی منترجم رگوبد وغیرہ وغیرہ فاضل سنسکرت نے بالاتفاق اس امر پر اپنی رائے کا اظہار کیا ہے کہ پرنڈنٹ دیانند ایک ابن الوقت شخص ہے اور اس نے دیدوں کا من گھڑت اور انٹ سنڈنڈ ترجمہ کیا ہے، ”منقول از مغلٹہ ٹیپو گرافی لاہور“

۳۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ یہ الفاظ بلکہ ان سے بھی زیادہ سخت الفاظ سوامی جی کی نسبت ان فاضل رائے استعمال کئے ہیں۔ (محمد الحق)۔

سوامی دیانند
جی کی تفسیر
دید کی نسبت
فاضل سنسکرت
کی آراء

۳۔ جرمنی کے مشہور فاضل سنسکرت پروفیسر بیگسہولر صاحب کہ جنکو خود سوامی دیانند جی موکشس مل (نجات یافتہ) لکھا کرتے تھے۔ اور آریہ لیکچرار اپنے لیکچروں میں ویدوں کے متعلق انکی رائے کو غریب پیش کیا کرتے ہیں۔ وہ لیتے "A refutation of the Satyurtha Parkasha of Pandit Dyanand"

میں لکھتے ہیں کہ

"It is possible that Dayanand ji can get triumph for a while in his free supports for Vedic Principal but it is not wrong to say - that the wind of Western Civilization will extinguish soon his burning lamp."

(ترجمہ) اگرچہ یہ ممکن ہے کہ دیانند جی کی بے بنیاد کوششیں جو وہ ویدوں کے اصولوں کے لئے کر رہے ہیں کچھ عرصہ کے لئے کامیاب ہو جائیں۔ مگر یہ بہت بھی غلط نہیں کہ مغربی تعلیم و تہذیب کی تیر و تاز ہو ایا سندی ان کوششوں کا چرغ گل کر دیگی۔ (الہلال ستیارتھ پرکاش مصنفہ بیگسہولر صاحب)

شاید کسی آریہ دوست کو سوامی دیانند جی کے وید بھاش (ویدوں کی تفسیر) کی نسبت فضلاء سنسکرت کی ان آرا کو بڑھکر یہ خیال گذرے کہ چونکہ یہ لوگ سوامی جی کے خلاف مذہب رکھتے تھے۔ اس لئے انکی آراء ناصب پر غول سمجھی جا سکتی ہیں۔ مگر ہم ایسے نکتہ چینوں کی خاطر آریہ فضلاء سنسکرت کی آریہ سوامی دیانند جی کی نسبت پیش کئے دیتے ہیں۔

(سوامی دیانند کی نسبت آریہ فضلاء کی آرا)

ہیں اسلئے خود آریہ سماج کے بابہ ناز مسلمہ لیڈروں کے دوجن خواجگانت پیش کر دینا

کا فی سچنا ہوں۔ لالہ لاجپت رائے صاحب ایم۔ اے۔ نے اپنی آریہ سماج سے شدت محبت کے دنوں میں سوامی دیانند کی ایک سوانح عمری لکھی ہے۔ اسی میں آپ لکھتے ہیں کہ اس کے علاوہ ہم کو حزب اچھی طرح معلوم ہے کہ سوامی جی جنانند سرسوتی نے اپنے بیون (اپنی زندگی) میں کئی مرتبہ اپنی رائیں تبدیل کی ہیں۔ ایک وقت تھا کہ وہ شومت کو پرستی پون (رقائم و ہماری) کرتے تھے اور رڈراکش دکنھی مالارکھتے تھے۔ پھر ایک وقت آیا کہ وہ اسکھٹن کئے لگے۔ ایک وقت تھا کہ وہ نجات کو میدادی نہیں مانتے تھے (دیکھو مباحثہ چاند پور) پھر ایک وقت آیا کہ انہوں نے اپنی رائے تبدیل کر دی وغیرہ وغیرہ۔ بس کو معلوم ہے کہ اگر وہ زندہ رہتے تو اپنی زندگی میں اور کیا کیا رائیں تبدیل کرتے جتنی عمر رہتی تھی۔ اتنی ہی علم و عقل بھی بڑھنا جاتا تھا۔ "مہا پرشوں کا بیون بندی عہہ ملتا"

دیانندی عمر بھر
اپنے عقائد بجاتے
رہے

بات اصل میں یہ ہے کہ سوامی جی کو اکثر مباحثہ مسلمانوں کے ساتھ پیش آنے رہتے تھے۔ اس لئے انکو جو جلد عقیدہ تبدیل کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی رہتی تھی چنانچہ چاند پور کا مباحثہ مسلمانوں کے ساتھ ہی تھا۔ اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بیرونند کے سوامی جی سے مباحثات اکثر ان کے تبدیل عقیدہ کا موجب ہوئے ہیں۔ یہ ایک ثابت شدہ امر ہے۔ اور کسی کو اس سے انکار کی گنجائش نہیں۔ ہندو مذہب کی تجدید میں اور آریہ مذہب کے ضوابط کی ترویج میں انہوں نے بار بار اپنی رائے کو بدلا۔ ابتدا میں وہ شولنگ کی پوجا اور سوتی پوجا کرتے تھے۔ ۴ برس کی عمر تک آپ شومت کے عقیدہ پر قائم رہے۔ اور اسکی اشاعت کرتے رہے اور کئی ایک لوگوں کو بت پرستی کی تلقین کر کے شولنگ کے پجاری بنایا۔ (سوانح عمری دیانند مولفہ لالہ لاجپت رائے)

ایک اور آریہ فاضل پنڈت مزدیوشاستری جنہوں نے آریہ سماج کی تاریخ کے نام سے ایک حصہ شائع کیا ہے۔ اور وہ آریوں کے مہادویالہ جوالا پور کے پرنسپل بھی رہ چکے ہیں۔ وہ اپنی کتاب کے عنوان پر لکھتے ہیں کہ سوامی جی کا مقصد کوئی نیا مذہب چلانے کا نہیں

تہمت مزدیو
ناستری کی ہے

تھا۔ انکو کوئی ضد نہیں تھی۔ بھول چوک لینے دینے کے لیے وہ ہمیشہ تیار رہتے تھے۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۸۹ پر لکھتے ہیں کہ اگر سوامی جی اب تک زندہ رہتے تو یہ سرسری ممکن ہے کہ آریہ سماج کی یہ موجودہ شکل نہ رہتی۔ بہت سی اپنی لکھی ہوئی باتوں میں انہیں معلوم کتنا تغیر و تبدل کر جاتے۔“

آریہ نفسلام کی ان بے لاگ آراء سے یہ امر ظاہر ہے کہ اسلام کی صداقت نے سوامی جی کو تمام عمر چین نہیں لینے دیا۔ اور وہ اپنی زندگی بھر کسی بات پر قائم نہیں رہے۔ اور اگر اور بھی وہ زندہ رہتے تو وہ یقیناً ہندو مذہب کو اسلام کا لباس پہنا کر جاتے۔ میں علیٰ وجہ بصیرت کہتا ہوں کہ ویدوں کے اندر تو اس نوعیت کا پتہ نہیں ملتا کہ جو سوامی جی نے اپنی کتابوں میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ (دیکھو رسالہ اسمائے الہیہ از روشے وید و قرآن) اس کتاب آریہ سماج کے اتہاس میں قابل مصنف نے سوامی دیا بند اور ان کی تفسیر وید کی نسبت بھی اپنی بے لاگ رائے لکھ دی ہے۔ اور صاف لکھتا ہے کہ یہ تفسیر صرف لوگوں کے دکھلا دے کے طور پر لکھی گئی ہے۔ اور صرف وقت کا راگ گا یا گیا ہے۔ سائیں آچاریہ (قدیم مفسر وید) کی تفسیر کے بالمقابل اسکی کوئی حقیقت نہیں ملتا۔ اصل بات یہ ہے کہ گذشتہ زمانہ میں وید کے ماننے والے مختلف فرقوں کی دشمنی اور خود غرض لوگوں کی اغراض فاسدہ نے ان کتابوں کے اندر استفادہ و تحریف کر دی ہے۔ کہ اب بقول خاضل سنسکرت بابو کرشنا کمار دتا جیٹا آچاریہ پروفیسر سنسکرت ہرنیڈنسی کالج کلکتہ کہ اگر ان میں کوئی عمدہ بات بھی ہے تو شاؤ و ناؤ! تاکہ ان ویدوں کی تباہی و تفسیر کی جاوے مگر پھر بھی کچھ نہیں بنتا۔ سوامی جی نے تفسیر کی اور بڑی کوشش کی۔ کہ اسکو زمانہ کی ضرورت کے مطابق دکھایا جائے مگر ابھی اس پر نصف صدی بھی نہیں گزرنے پائی کہ خود آریہ سماج نے اس کو رومی کی ڈگری میں پھینک دیا۔ اور آج اس تفسیر کو دیا مذہبی کی طرف منسوب کرتے ہوئے بھی انہیں شرم آتی ہے۔ اور

لے آریہ دستاویز ایک پروفیسر میکسول کی پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی؟

اور اب نئے اپڈیشن میں صاف لکھ دیا ہے۔ کہ یہ تفسیر سوامی جی کی نہیں بلکہ دوسرے پنڈتوں کی ہے۔ اور یہ اعلان سوامی دیانند جی اور آریہ سماج کی ناکامی کی بین دلیل ہے۔ میں نے یہ دعوئے کیا ہے کہ ویدوں کے اندر بے درتغیر و تبدیل اور تحریف ہو چکی ہے۔ اور اسی امر کو ثابت کرنے کے لئے میں نے آج قلم اٹھایا ہے۔
(السعی منی والانتقام من اللہ تعالیٰ)

عبد الحق

لہذا یہ رائے سوامی جی کی ہندی تفسیر کی نسبت ہے۔ سنسکرت تفسیر کے متعلق بھی آریہ سماج نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ پنڈتوں نے اس میں تغیر تبدیل کر دیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مُحَمَّدٌ وَنُصِّرِيْ عَلَىٰ اَسْوٰهٍ الْكٰرِیْمِ
يَكْتُوْنَ الْكِتٰبَ بِاٰیٰتٍ بُيُوتُهُمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ (زُكْرٰنِ)

باب اول

(فصل اول)

لفظ وید پر بحث

مرزا صالح الدین ایک خونین شکل ذہین طباع اور پاکیزہ
سہرت لوتوان تھا۔ باپ کی دینداری کا پر تو کیجئے۔ یا ماں کے دودھ کا اثر کہ اس کو
نہیبی اور دینی معاملات میں ایک خاص شغف تھا۔ اسی رجحان کو دیکھ کر اسکے
والدین نے اسکے نہیبی جذبہ کی آبیاری میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی تھی۔ طالب علمی کے
زمانہ میں ہی وہ اکثر اپنے غیر مذہب دوستوں کے ساتھ مختلف نہیبی مسائل پر تبادلہ
خیالات کیا کرتا تھا۔ اور اسی کا یہ نتیجہ تھا کہ عام طور پر جہاں طلباء کی الماری میں
عشقیہ ناولوں، دوادیس اور ڈراموں کی کثرت نظر آیا کرتی تھی۔ وہاں مرزا کے کتب
خانہ میں صداقت اسلام اور مختلف مذاہب کی کتب مقدسہ کا ایک کافی ذخیرہ
موجود تھا۔ ایک دن وہ اپنی مختصر سی لائبریری میں بیٹھا ہوا کتابوں کے مطالعہ
میں مصروف تھا کہ باہر سے کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ دریافت کرنے پر معلوم
ہوا کہ ان کے ایک دوست پنڈت کدرا ناٹھ ایک بعلو سے کپڑوں والے سنیاسی
کے ساتھ انہیں ملنے کے لئے آئے ہیں۔ مرزا جی نے اجازت دی۔ کدرا ناٹھ اور

لفظ وید پر
اسکے معنی

ان کے ساتھی سیناسی جی انڈر تشریف لے آئے۔ سلام نجدی اور منج پڑوسی کے بعد تینوں صاحب ایک میز کے گرد بیٹھ گئے اور سلامہ کلام یوں شروع ہوا۔ کہ لڑنا نختہ۔ مرزا صاحب! یہ میرے بزرگ سواجی سینا مند جی سنسکرت کے فاضل ہیں۔ انہوں نے گوردھل ہر دو دریں ۲۲ برس تک سنسکرت اور ویدوں کا مطالعہ کیا ہے۔ ان کو مختلف مذاہب کے علماء سے غنے اور تبادلہ خیالات کا بڑا شوق ہے۔ میں نے ان سے آپ کا ذکر کیا تو انہوں نے ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا۔ اس لیے آپ کے در دولت پر حاضر ہوئے ہیں۔

صلاح الدین۔ میری یہ خوش قسمتی ہے کہ اتنے بڑے دودان (عالم اعزبانہ پر تشریف لائے ہیں۔ میں انکی علمی تحقیقات اور خیالات سے انشاء اللہ بہت فائدہ حاصل کروں گا۔

سینا مند۔ (مرزا صاحب سے مخاطب ہو کر) مجھے یہ شکر بڑی خوشی حاصل ہوئی ہے۔ کہ آپ کو تبادلہ خیالات کا بہت شوق ہے اور سچ تو یوں ہے کہ دنیا میں سب سے بہترین شغل مذہبی چرچا ہی ہے۔ کہ جس سے انسان کو لوک اور پرلوک (دنیا و آخرت) دونوں میں واسطہ ہے۔ اور یہ ہی وجہ ہے کہ ایشور کی اپار دیا رے انتہا رحم نے بھی سب سے پہلی چیز جو انسان کو دی وہ اُسکا مذہب ہی ہے۔ ہمارے ویدوں میں بھی ذکر ہے۔ کہ سب سے پہلے دنیا کے شروع میں رشیوں کو وید کا گیان دیا گیا۔

صلاح الدین۔ ہاں یہ تو سچ ہے کہ ابتدائے دنیا میں بھی خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کی رہنمائی کے لئے تعلیم اور ہدایت دی تھی اور خود قرآن کہیم میں بھی علامہ آدم علیہ السلام کے لئے اسماء کھما کہ اللہ نے حضرت آدم کو علم سکھایا تھا کلام خدا موجود ہے منوکتنا ہے۔ برہما جی نے یہ شروع دنیا میں سب کے نام اور خواص خدا کے دئے

سہ سریشام نوسا نامانی کرانی پرتوک پرتوک۔ ویچہد بھیرا و او پرتوک سنتھا شیج ہنہ (نوسہری پٹ)

ہوئے علم سے علیحدہ علیحدہ مقرر کئے۔ لفظ دید کے معنی بھی جیسا کہ اسکی اصل
 ود سے ظاہر ہے۔ علم کے ہی ہیں۔ اور اسکو لفظ ود یا کامترادف سمجھا جاتا ہے۔ گو
 اس زمانہ میں آریہ سماج کے بانی نسوامی دیانند جی نے اس لفظ وید کے معنوں میں بھی
 ایک نرالی شان پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اپنی کتاب رگوید آدوسی بھاشیہ تصور کیا
 ہے اس کے معنی جانتے ہیں حاصل کرتے ہیں۔ مخور کرتے ہیں سب لوگ جن علوم مقدہ
 میں اور ان سے عالم ہو جاتے ہیں۔ ان کا نام وید ہے۔ مگر لفظ وید کے یہ معنی صرف
 اس لفظ کو ویدہ فریب بنانے کے لئے ہیں۔ ورنہ ان معنوں کے اندر حقیقت کوئی نہیں
 اور نہ قدمائے مصنفین میں سے کسی نے یہ معنی کئے ہیں۔ پنڈت جی اگر آپ کو کوئی حوالہ
 یاد ہو تو آپ ہی ارشاد فرمائیں۔

سیتا سند۔ جنر اس قسم کا حوالہ تو مجھے اس وقت یاد نہیں مگر لفظ دید کے معنی سائینس
 ضرور ہیں اور سائینس نام ہے ست ودیاؤں (علوم حقیقہ) کا۔ پس اس لحاظ سے یہ
 معنی بھی درست ہو سکتے ہیں۔

صلاح الدین۔ اگر صرف لفظ دید ان کتابوں (رگ یجر۔ سام اور خنرو) کے پیچھے لگا
 دینے سے یہ کتابیں سائینس اور علوم حقیقہ کی کتابیں بن جاتی ہیں تو پھر صریح وید پشچاد وید
 وغیرہ وغیرہ بیسوں کتابیں ہیں کہ جن میں سائینس۔ جنوں۔ سموتوں وغیرہ کی پریش
 مذکور ہے۔ تو کیا یہ سب علوم حقیقہ اور ست ودیاؤں کے معنی ہیں؟

سیتا سند۔ مرزا صاحب! آپ نے غالباً ویدوں کو ان کے انگوں (علوم متعلقہ ویدوں
 لغت اور ست ونحو وغیرہ کی کتابیں) کے ساتھ نہیں پڑھا۔ ہمارے ان الفاظ تین طرح
 کے مانے جاتے ہیں۔ ایک یوگک۔ دوسرے روڑی تیسرے یوگ روڑی۔ وہ الفاظ جو ویدوں
 میں استعمال ہوئے ہیں یوگک کہلاتے ہیں۔ اور جو نہیں ہوئے وہ روڑی ہیں اور جن
 الفاظ کی اصل تو وید ہے۔ مگر ان میں کچھ تغیر و تبدل کر لیا گیا ہے وہ یوگ روڑی کہلاتے

نسوامی دیانند
 اور لفظ وید
 کے معنی

ہیں۔ آپ لفظ وید کے صرف ایک ہی معنی لیتے ہیں حالانکہ لفظ وید یوگک بھی ہے اور روری بھی پس ویدوں میں تو اس لفظ کے معنی علومِ حقہ ہی کے ہونگے مگر دوسری کتابوں میں اسکے معنی مطلق علم کے ہوں گے۔

صلاح الدین اگر یہ سچ ہے کہ بعض اصطلاحاً بعض کتابوں سے خاص ہوتی ہیں مثلاً شریعت کی اصطلاح میں ایک لفظ کے معنی کچھ ہونے ہیں مگر لغت میں کچھ اور مگر یہ تو فریضے کہ ان چاروں کتابوں رنگ یجر سام اور اخروہ کیساتھ لفظ وید خوان کتابوں میں بھی کہیں استعمال ہوا ہے یا نہیں؟ جب آپ لوگ ان کتابوں کو دیکھتے ہیں۔ تو یہ ان کتابوں نے یا ان کتابوں کے بنانے والوں نے بھی ان کو کہیں لفظ وید کہا تھا یا کیا ہے اگر نہیں یا کیا تو ان کا نام وید رکھنا بعد کی گھڑنت ہے جب خدا نے (اگر یہ خدا کی کتابیں ہیں تو) ان کا نام وید نہیں رکھا تو اور کسی کا کیا حق ہے کہ وہ ان کا نام وید رکھ کر ان کتابوں کے علومِ حقہ ہونے پر لفظ وید سے استدلال کر سکے۔

سیستانتہ۔ رنگ یجر سام اور اخروہ میں تو نہیں البتہ دوسرے رشیوں میں ان کی کتابوں میں انکو وید کہا گیا ہے چونکہ وہ بھی خدا کے رشیوں کی کتابیں ہیں اور ان کتابوں کو وید کہا گیا ہے۔ اس لیے ان کتابوں کا نام وید رکھنا ناموزون نہیں۔

صلاح الدین۔ چہ خوش۔ خود کتاب تو اپنا نام بتانے سے دم بخود ہے اور اس کے ماننے والے اس کا نام جو چاہیں دھریں مگر وہ نام اس کتاب کی خوبی پر دلالت نہیں کر سکتا یہ تو مدعی سست اور گواہ چست کا سامنا ہے۔ ہاں یہ جو آپ نے کہا کہ دوسرے رشیوں میں ان کتابوں کا نام وید رکھا ہے۔ اس لیے ان کو وید کہنا ناموزون نہیں یہ بات تو خود نامعقول ہے تہ ہم اسکا جواب بھی آپ کو دے دیتا ہوں کہ اگر ان رشیوں اور رشیوں نے ان کتابوں کا نام وید رکھا ہے۔ تو ان چار کتابوں کے علاوہ انہوں نے اور کتابوں کا نام بھی وید بتایا ہے۔ تو ان کتابوں کو آپ علومِ حقہ کیوں نہیں مانتے؟

اور ویدوں نے
نام وید نہیں
بتایا

وید کے معنی
حقہ نہیں

سیدنا سید - وید صرف چار ہی ہیں اور کسی کتاب کا نام وید نہیں۔

صلاح الدین - کیا مہا بھارت - پران - اپنشدن اور دوسرے برہمن گرن্থوں کو وید نہیں کہا گیا مثلاً مہا بھارت - بیسم میں مہا بھارت کو وید کہا گیا ہے۔ بلکہ بعض جوائیات جو میں اپنے مناسب موقع پر پیش کروں گا یہ بتلاتے ہیں کہ مہا بھارت کے سامنے ویدوں کی کوئی حقیقت نہیں۔ پھر چھاندہ گید اپنشد پر پٹھک ۹ میں نارو کہتا ہے کہ میں نے رگ

بجر - سام اور اتھر وکامنا لکھا ہے۔ اتھاس اور پران جو پانچویں وید ہیں اور ویدوں کا وید و جیزہ کو پڑھا ہے۔ اور میں انکے مطالب سے خوب واقف ہوں پر میں اس روح چار ہی نہیں اعظم (خدا) کی نسبت کچھ نہیں جانتا پھر مہا رشی کا تیا بن اور یا گو کیتھ صاف کہتے ہیں

کہ شتر اور برہمن گرنٹھ دونوں کا نام وید ہے ۴

یثا سے روشن کی شرح میں صاف لکھا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ پران مستند کتاب نہیں ہیں تو یہ ٹھیک نہیں کیونکہ وید اور برہمن گرنٹھ دونوں نے پرانوں کا مستند ہونا تسلیم کیا ہے۔ کیونکہ اتھر و رشی کی جو برہمن شرتی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ اتھاس پران ویدوں میں پانچواں وید ہے۔

سیدنا سید - یہ سچ ہے کہ ان چار کتابوں کے سوا اور کتابوں کو بھی وید کہا گیا ہے۔ مگر وید کی تعریف تو یہ ہے کہ اپنشد و شیم و اکیم ویدہ، کہ جو انسانی کلام نہ ہو وہ وید ہے۔ باقی کتابوں پرانوں اور مہا بھارت کی نسبت یہ ثابت ہے کہ انکو و شیموں نے بنایا ہے۔ مگر وید کو تو کسی شخص نے نہیں بنایا پس یہ چار وید خدا کا کلام ہیں اور کوئی کتاب نہیں۔

صلاح الدین ہر پندت صاحب! میں تعجب کرتا ہوں کہ آپ خود اس بات کو مان چکے ہیں کہ رگ - بجر - سام اور اتھر میں کہیں یہ لفظ "وید" ان کے متعلق استعمال نہیں

ساتھ شتر برہمن اور وید نام ویمہ ز اپنشد

تھے تے وکھلو تے اتھر و بکرے رگید اتھاس پرانم اچھو مان اتھاس پرانم پیچھ وید نام ویدانی
و اتھاس برہمن بھاسیدہ یثا سے روشن (پہلی)

ہوا۔ انکی نسبت یہ اصطلاح بعد میں دوسرے لوگوں نے مقرر کی ہے۔ پس جس سند کی بنا پر آپ ان کتابوں کو وید کہتے ہیں۔ اس کا منہ کی بنا پر پران انہاس وغیرہ کتب بھی وید ہیں۔ دیکھئے ویدوں میں خود پرانوں اور انہاس کو خدا کے برابر شہرا گیا ہے دو اعلیٰ سمت کو گیار چائیں۔ سام۔ بجر اور اتھرو اسکے پیچھے چلے جو ایسا جانتا ہے۔ وہ بچاؤں۔ ساموں۔ بچروں اور اتھرو کا پیارا لکھتا ہے۔ وہ بڑی سمت کو گیا اور اس کے پیچھے اتھاس پران۔ گنٹھا اور نارنشی چلے جو ایسا جانتا ہے۔ وہ اتھاس پران کا گنٹھا۔ نارنشی کا پیارا لکھتا ہے۔ (اتھرو وید کا نڈا ۱۵ سوکت ۶ منتر ۱۱) پھر اسی اتھرو وید میں ایک اور جگہ یوں آتا ہے ”بچائیں سام۔ چھند پران مع بجر کے قربانی کی جو مجھ سے پیدا ہوئے“ (اتھرو وید کا نڈا ۱ سوکت ۴ منتر ۲۴)

وید میں سابقہ کتب کا ذکر

اب۔ پرکے ان خوانوں سے ظاہر ہے۔ کہ پران اور انہاس وغیرہ کتب بھی ویدوں سے پہلے موجود تھیں اور خود وید نے اپنے میں اور ان میں کوئی فرق نہیں کیا۔ پس یہ سب کتابیں بھی اس حوالہ اور آپ کے رشیوں کے قول کے بموجب وید ہیں۔

سینتا منہ۔ ان چار ویدوں کے سوا چونکہ باقی کتب پران انہاس وغیرہ میں قصہ کہانیاں خلات عقل باتیں درج ہیں اور ان میں ایشور کے متعلق کوئی تعلیم نہیں اس لئے وید نہیں کہلا سکتیں کیونکہ ہید کی تعریف تو یہ ہے کہ لکھیاں سادہ منہ ویدہ“ معرفت کا ذریعہ وید ہے۔

صلاح الدین۔ پنڈت صاحب۔ آپ ویدوں کا چار پر حصہ خواہ مخواہ کئے جلتے ہیں

۱۔ ساتنام و شتم انویا۔ چلت تم رچہ چہ سامالی ریوینشی چہ برہم چہ انویا چہن رچام چہ سامنام چہ بوجشام
چہ ہرا ہنشیچہ برہم و صام بھوتی یا ایوم وید۔ سا برہتم رشم انویا چت تم، تھاسش چہ پلانم چہ کا تھا
شیح نارنشی چہ انویا چہن اتھاسید یہ وی ساہرا نسید چہ کا تھا نام چہ نارنشی نام چہ پرہم۔۔
وصام بھوتی یا ایوم وید۔

۲۔ چہ سامانی چھندشی براہم بھشامہا چھشہا چھشہ۔

حالانکہ میں دیدوں، پیشندوں اور شیعوں کے اقوال سے سیران اتھاس، وہ تو وہ سبیلوں
کتابوں کا وید ہونا ثابت کر چکا ہوں چنانچہ تیتیریا برہمن میں لکھا ہے کہ ائنتہ دی
ویدہ الخ یعنی لٹویڈ بے شمار ہیں۔ جتنا جتنا ریشیوں نے مناسب سمجھا اسکو ظاہر کر دیا
(تیتیریا برہمن ۳ ۱۰) رہا آپ کا یہ کہنا کہ وید گیان کا سادھن با علم کا فریضہ ہیں۔ اسلیئے
بھی چار وید ہیں۔ یہ قطعاً غلط ہے پچھانڈو گید، ائنتہ پر پانچک ۹ کا حوالہ اوپر لگا چکا ہے
کہ جس میں نازدیشی کتاب ہے کہ ان ویدوں سے مجھ خدا کا علم حاصل نہیں ہوا۔ اسی طرح منڈک پیشند
میں صاف لکھا ہے کہ رگ، یجر، سام اور تھرو وغیرہ دئے اور جری تعلیم ہے۔ اعلیٰ تعلیم وہ
ہے کہ جس سے خدا کا علم حاصل ہوتا ہے۔ پس اس سے بھی بی ظاہر ہے کہ وید علم الہی کا ذریعہ
بھی نہیں اور وید کے بذمہی کہ وہ علم کا فریضہ ہیں غلط ہیں۔ اگر بالفرض ان معنوں کو صحیح
بھی سمجھ لیا جائے تو دنیا میں جس کتاب سے علم حاصل ہو۔ اس کا نام وید ہی ہو گا۔
پس ویدوں کی یہ اصطلاح مخصوص نہ رہی۔

اس قدر گفتگو کے بعد مسٹر کدرا ناتھ نے سوامی سینا مندی کو گھر واپس پھینے کا اشارہ کیا
اور سوامی جی کسی دور سے وقت پر ملنے کا وعدہ کر کے رخصت ہوئے غھوڑی روز تک تو
وہ ٹوٹا خوش رہے۔ اسکے بعد دونوں میں سلسلہ کلام میں شروع ہوا۔
سینا منڈ۔ آپ کے دوست مرزا صاحب علم دوسرے آدمی معلوم ہوتے ہیں
نوجوان ہیں مگر معلومات بہت ہی وسیع ہیں۔

کدرا ناتھ۔ سچ تو یوں ہیں کہ ویدوں پر میرے دشواری (یقین) کو تو انہوں نے
کسی قدر متزلزل کر دیا ہے۔ ہم تو یہی سمجھتے رہے کہ بس حروف چار ہی وید ہیں مگر آج معلوم
ہوا کہ ہمارے دشمنی منی ان کتابوں کو بھی وید ائنتہ ہیں۔ کہ جن کو ہم کہوں کا مجموعہ سمجھتے
ہیں اور تو اور خود ویدوں میں ان کا ذکر موجود ہے۔ اس سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ یہ پران تو ہمہ جوں سے بھی زیادہ پرانے ہیں۔ کیونکہ اگر یہ پیسے سے موجود نہ ہوتے

تو وہ دسے وہ تو یہ اتنی جسم بد پر ہم دود و دنتی، پلے وہی ابراہیم اور گویو ویدہ سام وید اور تھرو ویدہ
شیشہ کھپوریا کر ہم..... ان کے پر ایسا نہ اٹھسہم، سچ گیتے خدا کا ائنتہ ہلے

تو ویدوں میں انکا ذکر کیسے آجاتا اور یہ بھی صحیح ہے کہ ان چار کتابوں رگ، یجر، سام اور
 اخگر میں انکے ساتھ لفظ وید کہیں نہیں آیا تو پھر انکو وید کہوں کہا جائے۔ اور یہ تو غضب
 ہی ہوا کہ ہمارے انپشددوں کے رشیدوں نے ویدوں کی نسبت یہ کہہ دیا کہ ان کتابوں
 سے خدا کا علم حاصل ہی نہیں ہوتا۔ جب ان سے خدا کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوتا تو پھر
 یہ خدا کی کتابیں کہلانے کی کیسے متوق ہیں۔

سینتائندہ کچھ کہنا چاہتے تھے کہ گھر کا دروازہ آگیا اور وہ دونوں اندر داخل ہو گئے

دوسری فصل

پیدائش وید کا افسانہ

سادن کے بسنے کی سہانی شام تھی۔ بادل مغرب سے اٹھ اٹھ کر ستانہ وار سر بر آ رہے
 تھے۔ بلع میں آسموں کے درخت پھلوں سے لدے کھڑے تھے کوئل کی آواز دور سے نہایت
 دلکش سنائی دیتی تھی گیت دے۔ گلاب اور موتیوں کے پھول دنیا کو اپنا معطر پیغام سترن پہنچا
 رہے تھے۔ اور مرزا اصلاح الدین اپنے سرکان کے محضر سے باغیچہ میں بیٹھے اس دلربا
 اور پر کیف منظر کا لطف اٹھا رہے تھے۔ کہ باہر کی طرف سے ایک چیمڑی آئی وہاں نظر
 آیا۔ ایک لٹافہ ہاتھ میں اور کتاب بغل میں تھی۔ مرزا صاحب کو دور سے دیکھ کر اُس نے
 سلام کیا اور آگے بڑھ کر لٹافہ دیتے ہی کتاب نکال کر دستخط کے لئے آگے کر دی۔ مرزا صاحب
 نے لٹافہ لیکر دستخط کر دیئے۔ اور کہا کہ فراٹھہر و جواب لیتے جاؤ۔ کھو لکر دیکھا تو تھامی آریہ
 سماج کا خط تھا۔ اور لکھا یہ تھا۔ کہ کل سے مقامی آریہ سماج کا سالانہ جلسہ شروع ہے۔
 پیرسوں شام عثمان بیجاہوں کے لئے تبادلہ خیالات کا وقت رکھا گیا ہے۔ امید ہے

کہ جناب اس وقت سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔

مرزا صاحب نے تہائی سے کاغذ قلم، دو اٹھ اجواب لکھ دیا کہ میں وقت پر چھپنے کی کوشش کروں گا۔ آپ مطمئن رہیں۔ لفظ بند کر کے چھپڑاسی کے حوالہ کیا۔ اور وہ سلام کہہ کر اٹھے پاؤں لوٹ گیا۔ تیسرے دن مرزا صاحب وقت مقررہ پر سراج مندر میں پہنچ گئے کہ جس کے اندر نرادوں کی تعداد میں نوکڑ کھینچ بھرے ہوئے تھے۔ سناٹہ کا وقت ہو گیا اور سبکدوشی صاحب نے اعلان کیا کہ آج اس مضمون پر بحث ہوگی کہ آیا موجودہ وید الہامی ہیں یا نہیں؟ اہل اسلام کی طرف سے مرزا صالح الدین صاحب اور آریہ سماج کی طرف سے سوامی انبھوانند جی مباحث ہوں گے۔ یہ سکر مرزا صاحب شیخ پر آئے اور قرآن کریم کی ایک آیت کی تفسیر کے بعد مباحثہ کا اس طرح سے افتتاح کیا۔

صالح الدین صاحب نے آریہ سماج کا یہ دعویٰ ہے کہ وید الہامی کتابیں ہیں۔ اس پر سوال کیا گیا کہ یہ بتایا جاوے کہ وید کی رو سے الہام کیا چیز ہے۔ اور کسی رشی یا مہر سے الہام کس طرح ہوتا ہے۔

انبھوانند صاحب نے آریہ سماج کے نزدیک الہام کیا ہے یعنی علم کا نام ہے۔ کہ جو رشیوں کے دل میں دیا جاتا ہے جس طرح کوئی بین یا بے کو بچانا یا کاٹھ کی پتلی کو نچاتا ہے۔ اسی طرح رشیوں کے دل میں انہما گیاں بھونکتا ہے۔ (رگ وید آدمی بھاشیہ جھومکا مصنفہ سوامی دیانند)

صالح الدین صاحب نے سوامی صاحب نے آپ سے یہ سوال نہیں کیا تھا۔ کہ آپ الہام کو کس طرح مانتے ہیں۔ سوال تو یہ تھا کہ وید الہام ہونا کس طرح بتلاتا ہے۔ ہر رشیوں نے رشیوں کے بین بچے کو بچایا یا رشیوں کی کاٹھ کی پتلیوں کو نچایا یا کس طرح الہام کیا۔ اس کا ثبوت وید سے دیکھئے۔

انبھوانند صاحب نے فرمایا کہ اس ہمہ گیر لکھیہ سے رچاؤ گیت اور چھند پیدا ہوئے اور اس سے پھر وید لکھا ہوا ہے۔ اس سے یہ صاف ثابت ہے کہ وید الہامی

سے پیدا ہوئے کیونکہ یگیہ کے معنی شہتہ برہمن میں وشنو کے لکھے ہیں پس وید وشنو
بھگوان یعنی ایشور سے ظاہر ہوئے۔

صلاح الدین - سو ہی جی! آپ بھی کمال کرتے ہیں۔ سوال کیفیت الہام کے
متعلق ہے۔ اور آپ جواب یہ دیتے ہیں کہ وید یگیہ سے یا وشنو سے ظاہر ہوئے۔ یہ بحث تو
بعد میں ہوگی کہ آیا اس منتر سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ وید ایشور سے ظاہر ہوئے یا کسی اور چیز
سے۔ سب سے پہلے آپ یہ بتائیے کہ آیا ویدوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایشور یوں الہام کیا
کرتا ہے۔ یا الہام کی تعریف یہ ہے۔

انبصوا سندا - ہم انسان کی طرح یہ نہیں مانتے کہ کوئی فرشتہ خدا سے پیغام لا کر شیوں
کو برا کرتا ہے۔ ہم یہ مانتے ہیں کہ ایشور کا الہام ایک گیان ہے جو دل میں ہوتا ہے۔
صلاح الدین - آپ ہی بات وید میں سے دکھائیں۔ آخر آپ کا جب یہ عقیدہ ہے
تو اسکی بنیاد کسی وید منتر پر ہی ہوگی۔ نہ کہ پونہی اپنے آپ جو جی چاہا عقیدہ کھڑا کیا۔
انبصوا سندا - یوں جس طرح آپ چاہتے ہیں کہ الہام کی کیفیت وید سے بتلائی جائے
اس طرح تو وید میں تفصیل نہیں۔ البتہ وید میں صاف لکھا ہے کہ جب انسان ایشور سے کلام
حاصل کرنے کے قابل ہوئے تو انہوں نے شیوں میں داخل ہوئی ہوئی کلام کو حاصل کیا
اور اس کو حاصل کر کے منتروں میں پھیلا دیا۔

صلاح الدین - اس میں میرے سوال کا جواب نہیں۔ مگر جب آپ نے خود اقرار
کر لیا کہ ویدوں میں الہام کی کیفیت مذکور نہیں کہ الہام کیا چیز ہے۔ اور اسکو ایشور کیونکر
اپنے بندوں پر ظاہر کرتا ہے۔ تو اب آپ اپنے پیش کردہ منتروں کا مطلب بھی سن لےجئے۔
پہلا منتر جو آپ نے رگوید کا پیش کیا ہے۔ اس میں لفظ یگیہ سے مراد ایشور نہیں بلکہ
پرجاپتی برہما ہے گو پتہ برہمن میں آتا ہے۔ یقیناً پرجاپتی یگیہ ہے۔ دوسری جگہ
اسی برہمن میں آتا ہے۔ جو پرجاپتی ہے وہی یگیہ ہے۔ یگیہ ہی پرجاپتی ہے۔ یہ پرجاپتی

کون ہے۔ اس کا جواب بجز وید سے نہیں۔ چنانچہ تمام والے اور خود بخود ہونے والے نے پہلے نہت سے پانیوں میں صل کو قائم کیا جس سے پر جا پتی پیدا ہوا۔ یہ پر جا پتی پر جا پتی سب سے پہلے پیدا ہوا تھا۔ چنانچہ اتھرو وید میں آتا ہے۔ "خلوقات میں سب سے پہلے پر جا پیدا ہوا" منڈک اپنشد کہتا ہے۔ سب دیوتاؤں سے پہلے پر جا ہوا۔ دنیا کے پیدا کرنے والا زمین کا پرورش کرنے والا ہے۔ اس پر جا پتی پر جا پتی پر جا پتی سے پہلے دیکھو کہ یہ پیدا ہوئے وہ بھی سن لیجئے۔ ششہ پتر میں اس لکھا ہے۔ کہ پر جا پتی نے مخلوق کے پیدا کرنے کی خواہش سے تپ کیا اور اس نے اس سے تین کروڑ کو پیدا کیا۔ پھر ان تینوں کو تپا کر اس نے ان میں سے تین ریشیوں۔ اگنی۔ وایو اور سوری (آگ۔ ہوا اور سورج) کو نکالا۔ پھر ان تینوں کو تپا کر دکت بجز اور سام نکالے۔ ان کو تپا کر پھر ان میں سے بھو و بھوہ اور سوہا تین گائتھری کے الفاظ نکالے۔ ایک دوسری جگہ ششہ پتر آیا ہے۔ کہ اگنی۔ وایو اور سوریر (آگ۔ ہوا اور سورج) کو تپا کر اس نے اگنی سے رگ وید اور سوری سے سام وید پیدا کیا۔

وید کس سے پیدا ہوئے اور کب و کھ پر پیدا ہوئے۔

پھر ماندو گیدہ اپنشد میں لکھا ہے کہ پر جا پتی نے دنیا کو گرم کیا اور جب خوب گرم ہو گئے۔ تب اس نے ہر ایک میں سے اس کی اصل کو جدا کیا یعنی زمین سے اگنی وایو سے ہوا اور آسمان سے سورج۔ تب اس نے ان تینوں دیوتاؤں کو گرم کیا اور جب وہ خوب گرم ہوئے تو اس نے ہر ایک میں سے اس کی اصل کو جدا کیا یعنی اگنی سے رگ اور ہوا سے بجز اور سوریر سے سام کو نکالا۔ منو سمرتی ۴۱.۲۳ اور کوشٹھینی برہمن میں بھی

سے پر جا پتی گیدہ اپنی اور پتر میں اتھرو وید میں لکھا ہے کہ پر جا پتی نے دنیا کو گرم کیا اور جب خوب گرم ہو گئے۔ تب اس نے ہر ایک میں سے اس کی اصل کو جدا کیا یعنی زمین سے اگنی وایو سے ہوا اور آسمان سے سورج۔ تب اس نے ان تینوں دیوتاؤں کو گرم کیا اور جب وہ خوب گرم ہوئے تو اس نے ہر ایک میں سے اس کی اصل کو جدا کیا یعنی اگنی سے رگ اور ہوا سے بجز اور سوریر سے سام کو نکالا۔ منو سمرتی ۴۱.۲۳ اور کوشٹھینی برہمن میں بھی

باقی ایضہ صحیح

شیتھتی طرح عبارت موجود ہے۔

انبھو انند۔ مولو لیا صاحب! الٹی۔ وایو اور اوتیہ بن کو آپ آگ ہوا اور سوچ سمجھ رہے ہیں۔ یہ دراصل رشی تھے۔ انسان تھے کہ جنگو ایشور کی طرف سے دیدے گئے تھے اور برہمانے ان ہی چار رشیوں سے دیدوں کو حاصل کیا تھا۔

صلح الدین۔ سوای جی! چھانڈو گلیہ انپنڈا اور شیتھتہ کے حوالہ سے جو میں پہلے پڑھا کر چکا ہوں۔ اس سے تو صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ الٹی وایو اور اوتیہ آگ ہوا اور اور سوچ دیوتاؤں کے نام ہیں۔ شیتھتہ اس کے دلائل :-

لا شیتھتہ کے حوالہ میں لکھا ہے کہ تین کرں کو گرم کر کے ان میں سے تین جوہر الٹی وایو اور رومی راگ ہوا اور سوچ (نکلے گئے) کیا آپ کے تینوں رشی علیحدہ علیحدہ تین کرں کی پیدائش ہیں۔

یہ پھر لکھا ہے۔ کہ ان تین آگ ہوا اور سوچ کو تپا کر ان میں سے دگ بھر درسا نکالے یہاں انکو خدا کی طرف سے دید دیئے جانے کا ذکر نہیں بلکہ جس طرح تین کرے گرم کر کے انکو پیرا کیا گیا ہے اسی طرح انکو گرم کر کے ان میں سے دیدوں کو نکالا گیا ہے۔

ہم شیتھتہ کے ایک حوالہ میں سام دید کو رومی سے پیدا کرنا لکھا ہے۔ دوسری میں سورب سے اور چھانڈو گلیہ کے حوالہ میں اوتیہ سے رومی سورب اور اوتیہ تینوں سوچ کے نام ہیں۔ گویا ہر ایک جگہ ایک ہی چیز کا ترجمہ کر کے رکھ دیا ہے۔ اگر یہ کسی شخص کا نام ہوتا یا اس سے مراد کسی رشی کا نام ہوتا تو اس کے لینے ایک ہی نام آتا چاہیے اور اس بات کو

الٹی وایو اور
روتیہ دیوتا
تھے یا رشی
(یعنی ہم)

بڑی قسمت والا۔ دشوگر میں۔ کاریکری کا مالک پیدا ہوا۔ معاشرت ۱۹۵۵ء۔ شرکت ۱۹۵۴ء
منو و ان سب مقامات میں برہما کی پیدائش کا ہی ذکر ہے نیز سوتوہ میں برہما ہی سے رشی
ہر اچھے برجاتر لوکان ایچھے تپت۔ تیشام پتیا نام رساں پر برہما رشی رشیو یاہ وائیم شترکیشا
آوتیم دہہ سا ایساں شتر دیوتا۔ ایچھے پت تا سا م شتیا نام رساں پر برہما رشی رشیو یاہ
یچھوئی سامیہ اوتیاں شیتھتہ ۱۹۵۴ء

خود سوامی دیواندجی نے بھی مانا ہے۔ کہ ان ناموں کا ترجمہ زیادہ درست نہیں کیونکہ یہ ہم علم ہیں۔ (رگوید آومی بھاشیہ بھو سکا) مگر شپتہ اور چھاندو گیدہ اپنشد کے مختلف حوالوں نے جن کو دیواندجی نے خود ہی نقل کیا ہے۔ اس لفظ کا ترجمہ کیسے بتلایا ہے۔ یہ کسی شخص کا نام نہیں کیا کبھی اس رشی کو لوگ سوربہ سوربہ کہتے تھے۔ کبھی رومی رومی اور کبھی اوتیہ اوتیہ۔

ابھچاندو گیدہ اپنشد کے حوالہ میں ہے کہ الٹی کو زمیں سے پیدا کیا ہوا کو خلا سے اور سوچ کو آسمان سے تو کیا جس رشی کو رگ وید دیا گیا اس کی پیدائش زمینی تھی۔ اور جس کو تیر وید دیا گیا اس کو ہوا سے پیدا کیا گیا تھا۔ اور جس کو سام وید گیا اس کو آسمان سے پیدا کیا گیا تھا۔ اقل خصوصاً مند۔ مگر جب رگوید میں صاف لکھا ہے کہ جب انسان ایشور سے کلام حاصل کرنے کے قابل ہوئے تو انہوں نے رشیوں میں داخل ہوئے۔ کلام کو حاصل کر کے بہت لوگوں میں بھیلادیا اس حوالہ سے ثابت ہے۔ کہ رشیوں کو جو وید دیئے گئے تھے وہ لوگوں نے ان سے حاصل کیئے اور اس کی اشاعت کی۔

صداح الیدین۔ اس وید منتر کے لفظاط پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کلام سے مراد وید نہیں بلکہ مطلق کلام یا زبان ہے چنانچہ اس سوکت کے پہلے دوسرے اور بعد کے منتروں سے یہی بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ بعض لوگ رشیوں میں داخل ہوئے کلام پر زور دیکر یہ ثابت کرتے ہیں۔ کہ یہ رشی خدا کی طرف سے لہام پائے ہوئے تھے کیونکہ کہا ہے کہ کلام ان میں داخل ہوا تھا۔ مگر اس پر وہ آریہ سماج کے اصول کے خلاف ہے۔ کیونکہ آریہ سماج الہام کا خارج سے داخل ہونا نہیں مانتی۔

آریہ سماج الہام کو کلام نہیں مانتا اور یہاں لفظ و آج آیا ہے کہ جس کے معنی کلام ہیں کلام یا شبہ خارج سے داخل ہوتا ہے۔ نگرگیان اندر ہی پیدا ہوتا ہے پس اس لئے بھی یہاں آریہ سماج کے عقیدہ کی رو سے ویدوں کا الہام مراد نہیں ہو سکتا۔

سے جو ویدیک
رشی پر لہا
نہیں ہوئے

۱) اگر بالعرض اس امر کو تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہاں شیعوں میں داخل ہونے کا نام سے مراد الہام ہے تو بھی انکار تک بیکھر سام اور انقدر ہی ہونا ثابت نہیں کیونکہ اسقدر تو ہمیں بھی مسلم ہے کہ خدا تعالیٰ ضرورت کے وقت اپنے رسولوں کو مبعوث کرتا ہے مگر اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ یہ کلام مریدوں کا الہام تھا۔

(۵) یہ منتر ایک واقعہ کو بیان کرتا ہے۔

(الف) کلام شیعوں میں داخل ہوا ہوا تھا۔

(ب) لوگ بعد میں اس قابل ہوئے کہ وہ اس کو حاصل کریں۔ ایسا چاہئے کہ سانسوں میں وہ اس قابل ہوئے ہوں گے۔ تو مریوں کی اصلاح میں تو صدیاں ہی لگ جاتی ہیں۔
(ج) لوگوں نے ان سے دیدوں کو حاصل کیا (غالباً بچپن برس میں حاصل کئے ہوں گے)۔
(د) اس کلام کو حاصل کر کے پخت لوگوں میں اس کی اشاعت کی (لوگوں میں اس کی اشاعت پر پندرہ گروہوں ہی سال لگے ہوں گے)

اب سوال یہ ہے۔ کہ یہ منتر جس میں یہ قسم درج ہے۔ ویدوں میں کب داخل ہوا۔ کیونکہ اگر یہ منتر پہلے ہی سے ویدوں میں موجود تھا تو اس میں یہ واقعات پہلے ہی کس طرح درج ہو گئے۔ اس لئے منتر کی بیشیت دو صورتوں سے عالی نہیں یا تو یہ منتر وید میں بعد میں ملا یا گیا ہے۔ یا اس منتر میں کلام سے مراد وید نہ ہوں کہ جن میں یہ منتر موجود ہے بلکہ کوئی اور کلام مراد تھا۔

پس ہمارے آریہ دوستوں کو جو بات آسان معلوم ہو اختیار کریں۔ یا تو یہ تسلیم کر لیں کہ یہ منتر وید میں ملا یا گیا ہے۔ اور یا یہ کہ یہاں کلام سے مراد وید نہیں کہ جن میں یہ منتر موجود ہے

من گویم کہ این من آن کن مصداق میں دکا آسان کن

۴ لے لیسادوچا ایاکشن بجر پراہ پانسن سامانی نسید لوانی اتھورنگ سو کمھرا اتھرو (۱۰) ۴
(نوٹ) اس منتر کے متعلق باقی بحث دوسرے باب کی دوسری فصل میں دیکھئے۔

الذبحوا من زرع مولوی صاحب! آپ کا یہ حذر ٹھیک نہیں کہ اس منتر میں رگ بجز ساسم اور اخصرو کا تو نام ہی نہیں اس لئے اس سحر اور کوئی اور کلام ہونا چاہئے۔ یعنی میں آپ کو بتلاؤں گا وید کے اندر ان چاروں کا ام لیکر بھی بتلایا گیا ہے۔ کہ یہ چاروں وید ایشور سے حاصل ہوئے ہیں۔ سنئے اخصر و وید میں صاف لکھا ہے۔ کہ "بتلاؤ وہ کون سا کھنبہ ہے کہ جس سے انہوں نے رگ وید کو کاٹا جس سے انہوں نے بجز منتروں کو چھپایا جس کے بال ساسم ہیں اور جس کا منہ اخصر و انگرس وید ہے"۔

صلاح الیدین۔ سو امی جی! جن باتوں پر میں تفصیل کے ساتھ بحث کرتا ہوں آپ ان کو پورا کر اور قصہ شروع کر دیتے ہیں۔ آپ کے پہلے پیش کردہ رگ وید منتر سے پہلے متعینہ کی۔ آپ نے اس کو چھوڑ کر رگ وید کا ایک اور منتر پیش کر دیا۔ جب اس پر حجاج کئی لوگوں کو لپیٹ کر آئے روانہ ہوئے اور اب اخصر و وید کا ایک منتر پیش کر دیا۔ یا تو آپ صاف طور پر بتلاؤ کیا کیجئے۔ کہ اس کے متعلق میری تسلی ہو گئی ہے۔ اب میں اور منتر پیش کرتا ہوں یا پھر اس کا جواب دیا کریں۔ سنئے اب آپ نے جو منتر پیش کیا ہے اول تو انہیں ایک جنر ظاہر کی گئی ہے۔ ہمارے آریہ دوستوں کو جنگوں میں پھر کر ایسے کہجئے کا پتہ لگانا چاہیے۔ کہ جس کے گودے اور پوست کو کاٹ چھیل کر رگ اور بجز کے منتر تراشے گئے۔ اور جس کے بالوں سے ساسم وید بنایا گیا اور جس کا منہ اخصر و انگرس وید ہے۔ اس منتر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ منتر کسی بڑے متعصب، اخصر و ویدی کی تصنیف ہے کیونکہ اس میں باقی ویدوں کی سخت تناسک کی گئی ہے۔ باقی تین ویدوں کو تو اوپر کا پوست اور بال کہا گیا ہے۔ اور اپنے وید کو نکھ کی طرح سردار ٹھہرایا گیا ہے۔

سو اگر رگ وید اور بجز کو اس کھنبے سے کاٹ چھیل کر بنا لیا گیا ہے۔ اور ساسم وید اس کے بال سے جو موٹے لئے گئے تو اخصر و انگرس جس کو منہ کہا گیا ہے۔ خدا جانے وہ اس کھنبے سے چلی رہ گیا یا نہیں۔

کیا وید کسی کھنبے سے تراشے گئے؟

ابنحو انشد۔ دیکھیے مولوی صاحب! آپ وید منتروں کی منسی اڑاتے ہیں۔ یہ ٹھیک نہیں۔ وید منتر میں لفظ سکبھ ہے جس کے معنی ایشور ہیں تو منتر کا مطالب صاف ہے کہ وید ایشور سے ظاہر ہوئے۔

صلاح الدین۔ اول تو کسی لغت میں سکبھ کے معنی ایشور لکھے نہیں۔ پھر پائمن اور پائش دو لفظ ایسے آئے ہیں کہ جن کے معنی کاٹنے اور چھیلنے کے ہیں۔ کیا کبھی ایشور کو بھی کسی نے کاٹا اور چھیلایا۔

ابنحو انشد۔ سکبھ کے معنی کھینے کے ہیں۔ کہ جو کسی چیز کو سہارا دیتا۔ یا اسکی مضبوطی کا باعث بنتا ہے۔ ایشور جو کہ سب کی پخت پناہ ہے۔ سب کا سہارا ہے۔ اس لئے اس کو استعارہ کے طور پر کھیا کہا گیا ہے۔ اور کاٹنے اور چھیلنے کے معنی جدا کرنے سے ہیں یعنی یہ وید ایشور سے لئے گئے ہیں نہ۔

صلاح الدین۔ اگر یہاں استعارہ کے طور پر ایشور کو کھیا کہا گیا ہے۔ اور اسکی طرف کاٹے جانے اور چھیلنے جانے اور موٹے جانے کا فعل منسوب کیا ہے۔ تو یہ ایک کریمہ استعارہ ہے کہ جو وید نے ایشور کے متعلق استعمال کیا ہے جیسی خدا کی ذات کا کل خوبوں کی جامع ہے۔ اسی طرح اس کی طرف استعارہ بھی خوبصورت منسوب ہوا جاسکتا ہے۔ نہ یہ کہ ایشور کو کاٹ چھیل کر اس کا سر موٹا دیا جائے نہ اسکا آپ نے بھی تک کوئی جواب نہیں دیا کہ اس منتر میں رگ۔ بجز اور سام کو چھال چھلکا اور بالوں سے

کیوں استعجاب دی گئی ہے۔ اور افسرہ کو کیوں نکھڑنہ ٹھہرایا گیا ہے۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کے ان چار ویدوں کی آپس میں خوب لگتی ہے۔ رگ۔ بجز اور سام کو افسرہ وید کا نام تک بھی نہیں لیتے اور افسرہ وید نے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہاں اپنا عضمہ

لے۔ حالانکہ سکبھ کے معنی ایشور کسی لغت میں نہیں لکھے بخلاف اس کے تیز بارہن نے اس کے متعلق صاف فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ کہا جس کو کاٹ چھیل کر سب کچھ بنایا گیا وہ خود برہما ہے۔

یا چاروں
بندوں کے
شمن ہیں

نکل لیا کہ ان کوچال چھلکا اور بال ٹھہرا کہ پتے آپ کو مکھ اور نہ تقرار دیا۔
 اینجھو اعتقادہ۔ بولو لصاحب، آپ سام دید کے بال ہونے پر بہت مذاق آوتے ہیں۔ بالوں سے مراد
 سچ سج کے بال نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ شہرح بال خود بخود بخیرگی بعد وجہ کے نکل آتے ہیں۔ اسی طرح
 دید خود بخود بغیر غور و فکر اور محنت کے ایشور میں سے نکل آئے کیونکہ وہ علیم کل ہے ہکو سوچنے اور
 فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ (رگوید آدمی بھاشنہ بھومکا)

صلاح الیدین۔ آپ نے بات تو خوب سوچی مگر کیا صرف سام دید ہی بغیر سوچنے
 سبب ایشور سے نکل آیا۔ باقی کے دید کیوں بڑی محنت اور شفقت کے ساتھ چھیلے اور
 کاٹے گئے۔

۱۷

اینجھو اتند۔ سنئے! تیر تیرا برہمن میں سب دیدوں کو برجاتی کے بال کہا گیا ہے۔
 جس سے مطلب یہ ہے۔ کہ وہ بالوں کی طرح بغیر کوشش کے پیدا ہوتے ہیں۔

صلاح الیدین مجھے آپ کی اس فلاسفی کی سوجہ نہیں آئی۔ کیا انسانی جسم میں
 بال ہی ایک چیز ہیں کہ بغیر محنت اور کوشش کے پیدا ہو جاتے ہیں کیا ناضوں بلکہ
 ہڈیوں۔ گوشت اور پوست کے لئے آپ کو کوئی بعد وجہ کرنی پڑتی ہے۔ ماں تیر تیرا برجاتی
 برہمن کا جو والد آپ نے دیا۔ اسکا ترجمہ تو یہ ہے۔ کہ برجاتی ہی کی ڈارھی کے بال یہ
 سب دید ہیں۔ اب فرمئے کہ دید برجاتی کی ڈارھی کے ہی کیوں بال ہیں۔ کیا سر کے
 بال محنت اور شفقت سے پیدا ہوتے ہیں۔ سنئے سوامی جی یہ سب فضول باتیں ہیں

میرا پہلا سوال جس کا توں موجود ہے۔ آپ نے اسقدر دوسری کے بعد بھی دیدوں
 سے ثابت کر کے نہ دکھایا کہ دیدوں کا الہام کسی طرح ریشیوں پر برہوا تھا۔

اینجھو اتند۔ ایک اور والد انظر و کال گیا ہے۔ اس میں دید بھگوان بتلانا ہے۔
 کہ اچھشت نام ایشور سے رگ بجر سام اور انظر و پیدا ہوئے۔ پس اس لئے دید کلام

ای ہی ہیں *

۱۷ پر جاپنے دئی انتہائی ششردنی یہ دیدہ (تیر تیر برہمن) ۳۱

صلاح الدین۔ سوامی جی! وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ۔ میرے سوال کا اس میں کوئی جواب نہیں۔ میرا سوال کیفیت الہام سے متعلق تھا۔ آپ خواہ مخواہ ادھر ادھر کی باتوں میں وقت ضائع کرتے ہیں چونکہ آپ نے اس ستر کو پیش کیا ہے۔ اس لیے مجھے بھی جواب دینا ضرور ہوا۔ اچھٹٹ کے معنی جوٹھ کے ہیں یعنی وہ چیز جو کھلنے ہوئے باقی بچ رہے۔ تعجب ہے کہ آپ ایشور کا نام جوٹھ رکھتے ہیں ہمارے ہاں ایک محاورہ ہے۔ کہ فلان شخص سارے زمانے کی جھوٹ ہے جس کی نسبت یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کو سارے زمانہ سے حقیر سمجھا جاتا ہے۔ تعجب ہے کہ آپ ایشور کو ساری دنیا کی جھوٹ قرار دیتے ہیں۔ دوسری بات جو اس ستر میں موجود ہے اور جس کو آپ نے جان بوجھ کر چھپایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ رگ رگ تجر سام اور اتھو کے علاوہ اس میں پران کا بھی اس اچھٹٹ سے پیدا ہونا لکھا ہے۔ تو کیا آپ اس ستر کی رو سے چاروں ویدوں کے علاوہ پران کو بھی الہامی مانتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے پاس کوئی حوالہ چاروں ویدوں میں ایسا موجود نہیں ہے۔ کہ جس سے الہام کی کیفیت معلوم ہو سکے۔

وید اور پران
قرآنی کی جھوٹ
سے پیدا ہوئے

اس ضمن میں پراسقہ گفتگو ہونے پائی تھی۔ کہ مباحثہ کا وقت ختم ہو چکا۔ لوگ طرح طرح کی باتیں کرتے ہوئے رخصت ہوئے۔ ایک طرف ایک تعلیم یافتہ آریہ دوسرے سے یوں گویا تھا۔

پالو۔ آج کے مباحثہ میں سوامی جی کچھ ڈھیلے رہے۔

دوسرا شخص۔ اجی ڈھیلے کیا۔ بس یوں سمجھئے کہ وہ صرف وقت ٹال کر جان چھڑا رہے تھے۔ لیکچر میں تو یوں زمین و آسمان کے قلابے لایا کرتے ہیں۔ کہ وہ سٹ و دیاؤں کا بھنڈا رہے۔ (سچے علوم کا خزانہ ہے) آریہ سے اور وہ ہے اور آج لوگوں معلوم ہوا کہ سوائے مڑی کہ انگریزوں کے اس میں علمی کوئی بات ہی

نہیں سچ ہے ۵

پہنت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا
دوسری طرف ایک سناٹن دھری پنڈت جوش میں آکر اپنے ساتھی کو یوں
کہہ رہے تھے۔

سناتنی پنڈت۔ اچی ہم نے ان آریہ چھو کروں کو سینکڑوں دفعہ کہا کہ مسلمان بچوں
کو سنگرت پڑھانا ٹھیک نہیں۔ یہ خود سرٹونڈے کسی کی سنتے تو میں نہیں۔ آج اچھی
کر کری ہوئی، سو اسی بنے پھرتے ہیں۔ ایک سوال کا جواب تک تو بن نہیں آتا۔ بانٹ سنی
سیدھی تھی۔ وہ پوچھنے تھے کہ دیدر کسی طرح الہام ہوئے۔ جواب سیدھا تھا۔ کہ یہ حاجی
کے چار منہ تھے۔ جو دنیا کی چاروں سمتوں کو تیزاتے تھے۔ پس اگلے جنوبی مشرقی مغربی
اور شمالی منہ سے ایک ایک وید نکل آیا بھاگوت پران ۳ مارکتے پران
۳۲ وشنو پران ۱۳۱ میں بھی بات صاف لکھی ہے۔ اور شپتھارنیا کا گاندیس لکھا ہے
کہ جس طرح گیلی لکڑی کو جلا یا جائے۔ تو اس سے دھواں نکلتا ہے۔ اسی طرح پرہاجیتی
پرہما سے چاروں وید اور اٹھاس پران و عجزہ سب نکل آئے۔ ۱۵
یہ پنڈت صاحب ساسی قدر گفتگو کرنے پائے تھے کہ وہ ایک دوسرے بازاری طرف
چلے گئے اور ہم ان کے کلام سے زیادہ دیر تک بہرہ اندوز نہ ہو سکے۔

نپسری فصل

ویدوں کی گم شدگی

پنڈت کہ رانا نڈھ کا پڑا بھائی زمانہ گورنمنٹ سکول میں سنگرت کا اُتار تھا۔
اور سناتنی عقیدہ کا پنڈت تھے۔ سیدھتی جو سو اسی سنتن کی چھوٹی بہن بھی اسی

سکول میں تعلیم حاصل کرتی تھی۔ سوامی سینانندا اور ان کی بہن مباحثہ میں دو نو
شامل تھے۔ دوسرے دن سکول کے احاطہ میں مباحثہ کے متعلق یہ گفتگو سنی گئی۔
ایک لڑکی۔ کل سینہ بٹے اور دو تین اور لڑکیوں کو آریہ سماج میں بحث سننے کے لیے نہ
گئی تھی۔ وہاں ایک عجیب بات یہ معلوم ہوئی کہ مسلمان بھی سنسکرت پڑھے ہوئے
ہوتے ہیں۔ مولوی صاحب کا کیا بھلا سا نام تھا۔ مگر سنسکرت سے اس قدر واقف
تھے کہ انہوں نے آریہ پنڈت کے چھکے چھڑواوے رسیتہ کو آواز دیکر سینہ اس لڑکی
کا جو کل بحث کر رہا تھا۔ کیا نام تھا۔

سنتیہ وتی۔ مرزا صاحب صلاح الدین نام ہے، بھائی صاحب کہتے تھے کہ سوامی صاحب
نزد سنسکرت کے بڑے فاضل ہیں انہوں نے ان مولوی صاحب سے راولپنڈی میں
ایک دفعہ مباحثہ کرنے سے کان پکڑے سوامی انجھوانند سے فیروز پور میں ایک دفعہ
بحث ہوئی تو انہوں نے ان سے پناہ مانگی ماسٹر آتمارام جی پرانے کھلاڑی تھے۔ مگر لاہور
حویلی کلبن میں جب ان کے مقابل آئے تو بازی ہار گئے۔
جماعت میں یہ باتیں ہوئی ہی تھیں کہ مدت سے گئے اور سنتیہ وتی سے پوچھا
کہ کیا ذکر ہو رہا ہے۔

سنتیہ وتی۔ کل آریہ سماج میں ایک مولوی صاحب سے مباحثہ تھا مولوی صاحب
نے سچ پوچھو تو ویڈ کا بھیجہ کھو کر رکھ دیا۔ اور سماجی پنڈت سے کچھ کرتے۔ حضرت
کچھ بھی سنا پڑا۔

پنڈت۔ اور دشہ (مضمون) کیا تھا۔
سنتیہ۔ ویڈوں کو ایشور نے اپنے ریشوں پر کس طرح پرکاشن ظاہر کیا۔ مگر ایسی
مضمون میں سینکڑوں باتیں حل ہو گئیں۔
پنڈت۔ سچی! اصل بات تو یہ ہے کہ ہمارے اصلی دید جنہیں سب کچھ موجود

تھا۔ وہ ایک عرصہ سے کم ہو چکے ہیں۔ یہ جو کچھ باقی ہے۔ یہ دراصل کچھ ہی نہیں۔
 سیتہ۔ لویہ آپ نے اور گل کھلا دیا کہ دیدوں کو ہی دینا سے کم کر دیا تو یہ بھڑکے
 کاہنے کو ڈال رکھے ہیں۔ اور ہمارے کورس میں بھی خواہ مخواہ سردردی کیلئے بناؤ
 دیدوں کا ایک حصہ رکھ چھوڑا ہے۔ ہر ہر (مقام تعجب اور انوس پر بولتے ہیں)
 میں تو اس بات کو کبھی نہیں ملے سکتی

پینٹت۔ ارے تو تو دیوانی لڑکی ہے۔ تو نے ابھی پڑھائی کیا ہے۔ جاؤ اپنے بھائی
 صاحب سے پوچھ دیکھو کہ مہا بھارت میں صاف لکھا ہوا ہے۔ یا نہیں کہ دو اُس
 (جن جنہوں نے برہما جی کو دنیا کے پیدا کرنے میں مدد دی تھی۔ دیدوں کو چمکا کر
 لے گئے۔ اس پر برہما جی نے یہ فریاد کی تھی

”وید میری آنکھوں کا نور اور میری اعلیٰ طاقت ہے۔ میں ان دیدوں کے بغیر کیا
 کروں گا۔ دینا میں وہ ایک ہی اعلیٰ درجہ کی چیز ہے“

مہا بھارت کے شانتی پرود اور شلوک ۴۵ میں لکھا ہے۔ اور اسی پرودے کے
 ۱۳۵۔۶ میں بھی یہی ذکر ہے

(۲) اور دشمن پران ۱۱۳ میں لکھا ہے کہ چار گیوں کے آخر پر دیدوں کا گم ہو جانا
 کل جگ کا حادثہ واقع ہوا تو سات رشی آسمان سے نظر پھوٹے اور انہوں نے پھر
 ان کو جاری کیا۔ مہا بھارت شانتی پرود شلوک ۶۶۰ میں بھی یہی ذکر ہے۔

(۳) یہ جو لکھا ہے کہ ان رشیوں نے دوبارہ دیدوں کو ظاہر کیا تو انہوں نے پورے طور
 پر دیدوں کو پکا اصلی دیدوں کو ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ تیز یا برہمن ۱۱۳ سے پنہ لگتا ہے
 کہ اشنا دئی ویدرا الخ ”وید بے شمار تھے۔ جتنا رشیوں نے مناسب سمجھا اُس کو
 ظاہر کیا اور باقی کو چھپا رکھا“

۱۱۳۔۶ میں بھی یہی ذکر ہے۔
 ۱۱۳۔۶ میں بھی یہی ذکر ہے۔
 ۱۱۳۔۶ میں بھی یہی ذکر ہے۔

ہر سردار کو کرنی ٹولہ کا بتائیں تھی کے شروع میں لکھا ہے کیا گو یکید تھی کو جس سوچ سے شکل ہو
 دیدلا اس سوچ بھگوان کا نام لیکر میں اس سوچ کو کرنی کو شروع کرتا ہوں“

سیقت یہ شکل بکر دید اور کرن بکر دید کی تھتہ ہے۔ یہ دو بکر دید کیسے بن گئے؟

پہلے شکل بکر دید اور کرن بکر دید کا قصہ شپتتہ برس۔ وشنو پلان ۳۹ واپلان اور بھگوان

میں لڑ کر ہے۔ بہار تھی ویاس کا شاگرد و پشپان یا گو یکید وغیرہ اپنے شاگردوں کو بکر دید پھایا کرتا تھا

اس اثنا میں دیشپان نے کسی جبر سے غصہ ہو کر یا گو یکید کو کہا کہ میرا پھایا بکر دید تو واپس دیدے

یا گو یکید بھی کوئی ایسے بیٹے تھی تھے بلکہ صاحب کر مات یوگی تھے۔ انہوں نے فوراً اپنے یوگ کی

کر مات سے کل کال بکر دیدنے کر دیا۔ ویشپان نے اگلے ہوئے منترنوں کو دیکھ کر اپنے دوسرے

شاگردوں کی طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے فوراً تینترن کر سارے منترن لینے اور کھائے۔ وہ بکر دید

کے منتر جو کھتے کیے ہوئے تھے اور پھر دوبارہ کھائے گئے اور کھانے والے بھی صاحب کمان تھے

اس لئے وہ بکر دید بکر کرن (سیاہ بکر دید) بکر دید کے نام سے مشہور ہوئے۔ اور صرا یا گو یکید جی

بھی فکر ہوئی۔ انہوں نے بہت درد کے ساتھ سوچ بھگوان کو یاد کیا اور اس کو خوش کر کے

اس سے ایک اور بکر دید حاصل کیا کہ جو شکل بکر دید (سفید بکر دید) کے نام سے مشہور ہے۔

اور اسکو یا گو یکید نے اپنے جا بال گڑے کنو وغیرہ سترہ شاگردوں کو پھایا۔ گو یہ قصہ ایک افسانہ

کے رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ اسکی حقیقت بعض تھی روشنی کے لوگ اسطرح بیان کرتے ہیں کہ ویاس

ہی کے شاگرد مختلف مالک اور علیحدہ علیحدہ ذاتوں کے لوگ تھے یا گو یکید جو ذات کا برہمن نہ تھا۔ شمالی

تھے یہ ایک برہمن ہارشی گڑے ہیں۔ یہ تھی تھی کے بیٹے تھے۔ ماں کا نام سری باننی تھا۔ اسی دو بیویاں تھیں اور

کا بتائی مشہور ہیں۔ برہمن ایک اور مہا بھارت کے شانتی یو میں لکھا ہے کہ جو شخص اس سے دعویٰ کرتا تھا۔

اسکا منتر کٹ کر جاتا تھا جیسا کہ شاگرد تھی نے ایسا کیا تو اسکا منتر کٹ کر گیا۔ راہ جنک نے ایک فہم لگی

ارتائیس کے بیٹے ستوسونے کی گائے جو اس سب رشتوں کو کہا کہ ان کو سبھی کو فی دو بار جان ڈال دینے

کا علی سے زندہ کر کے دکھاؤ۔ رشتوں نے ٹراڑ مارا مگر کوئی زندہ نہ کر سکا۔ بہار تھی یا گو یکید سب گاپوں

کو زندہ کر کے خود ہی لے گئے اور جنک کو اچھا شاگرد بنا لیا۔

۱۔ شکلانی۔ بکر تھی بھگوان یا گو یکید بھگوان پرا پنم دو سو نتم۔

سیاہ و سفید
 بکر دید کا قصہ

ہندوستان کا باشندہ تھا۔ اور دوسری طرف تیسری رشتی و کن کارہنے والا تھا۔ ان شمالی اور کوئی طلبا میں ہمیشہ باہم پیکار رہتی تھی اس باہمی کشمکش اور آویزش کا نتیجہ یہ ہوا کہ استاد وجود کوئی شاگردوں کی زیادہ رعایت کیا کرتا تھا یا گویا گلب سے ناراض ہو گیا اور اسکو اپنے حلقہ درس سے علیحدہ کر دیا۔ یا گویا گلب نے اسکی قطعاً پرولہ نہ کی بلکہ اپنے استاؤ کے بجز وید کو جو گویا اپنے طور پر کچھ تغیر و تبدل کر کے ایک نیا بجز وید بنالیا یا بجز وید کے بدلے نئی بجز وید کو سنگھتاکے نام سے مشہور تھا۔ انہیں اپنی طرف سے کچھ گھٹا کر اور کچھ بڑھا کر ایک نیا بجز وید بنالیا اور اسکا نام اپنی والدہ کے نام پر قوسی سنگھتاکہ رکھا اور یہ بجز وید شکل بجز وید کے نام سے مشہور ہوا۔ ادھر فریق مخالف کے طلبا بھی بچے نہ رہے انہوں نے بھی اپنے بجز وید میں یہی مگر محضوں کے بہت سے اقوال شامل کر کے اس بجز وید سے بہتر بنانے کی کوشش کی مگر وید کی عبارت میں برہمن مانتوں کے بہت سے اقوال یوں مل جاتے ہیں کہ اسکی حالت گویا اکٹھی کھلی ہوئی چیزوں کی تہہ کھلے ہو گئی ایسے وہ اپنے بگاڑنے والے تیسری رشتی کے نام سے تیسری سنگھتاکہ کرشن بجز وید بنالیا یا گلب بجز وید کے نام سے مشہور ہوا چنانچہ اسی شمالی ہندوستان پنجاب ممالک میں ہندوستان میں تو شکل بجز وید کا رواج ہے اور اسکو مستند سمجھا جاتا ہے۔ مگر وہ ان کے برہمن کرشن بجز وید کو مستند سمجھ کر اسے عمل درآمد کرتے ہیں بجز وید کے جس نسخہ کو دیکھا اگر ان دونوں فریقوں نے اپنے اپنے بجز وید بنائے۔ وہ چرک سنگھتاکہ کہلاتی تھی۔ اسکا آج کوئی نسخہ نہیں رہتا۔

کرشن اور شکل بجز وید سیاہ و سفید بجز وید علیحدہ علیحدہ نام پڑھانے کی یہ وجہ بھی مقبول نہیں کیونکہ جہاں یا گویا گلب نے حرکت سنگھتاکہ کو بگاڑ کر شکل بجز وید نام مشہور کیا (۱۵) طرح تیسری رشتی نے بھی اسی کو بگاڑ کر کرشن بجز وید بنالیا۔ ملاوٹ ہو جانے کے لحاظ سے دونوں یکساں ہیں۔ شکل اور کرشن بجز وید کی وجہ تسمیہ ایک مقبول رنگ میں اس طرح بیان کی گئی ہے۔ کہ چونکہ وہ کن یا جنوبی ہندوستان کے لوگ سیاہ فام ہوتے ہیں اور شمالی ہندوستان کے سرخ و سفید۔ اس لئے ان کے علیحدہ علیحدہ رنگوں کی وجہ سے شکل و کرشن بجز وید یعنی گوروں اور کالوں کے الگ الگ بجز وید مشہور ہو گئے۔ مگر وہ نسخہ

جس کو رگڑ کر ان دونوں نے نئے بیکروید بنائے اسوقت ہمیں متاہ
 سپینٹہ - کیا اور بھی کوئی ثبوت ویدوں کے گم ہو جانے کا ہے۔
 پنڈت - ساتھ چار یہ نے پراشر سوتروں پر بھاشیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ غسل وغیر
 جو احکام ان میں مذکور ہیں - وہ وید کے ان نسخوں سے ماخوذ ہیں کہ جو گم ہو گئے۔
 اسی طرح پزانوں کے اندر اور بھی بہت سے حوالے ویدوں کے گم ہو جانے کے ملتے
 ہیں - اور بڑی بڑی معتبر کتابوں بھاجارت و جیزہ سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے
 پنڈت صاحب اس پر قدم گفتگو کرنے پائے تھے - کہ جیسی کی گھنٹی بج گئی - اور لڑکیاں
 اور استاد اپنے اپنے گھروں کو رخصت ہوئے

دوسرا باب

پہلی فصل

ویدوں کے مختلف نسخے

سوامی سیتانند ایک آراؤ خیال آریہ تھے - مرزا اصلاح الدین سے خود بحث کر کے
 اور سوامی پنچوانند کے ساتھ بھاشہ سن کر انہوں نے ویدوں کے متعلق خود تحقیقات
 شروع کر دی - اعلیٰ علم و فاضل کی وجہ سے ویدوں کی تاریخ کے متعلق ان کے
 خیالات بہت جلد وسیع ہو گئے - ان کی بہن سپینٹہ وئی نے جب سکول سے واپس
 آ کر گھانا کھانے کے بعد انس روز کی پنڈت جی کی گفتگو کا ان سے ذکر کیا - اور بڑی
 حیرت کے لیے جس فوجھا کہ کیا سچ اصل ویدوں کے نسخے گم ہو چکے ہیں؟
 سپینٹہ - ان ایسا ہی مجھے بھی معلوم ہوتا ہے - کیونکہ اس وقت جو ویدوں

کے نسخے پائے جاتے ہیں۔ وہ باہم مختلف ہیں۔

سینٹہ۔ میں آپ کا مطلب نہیں سمجھی کیا رنگ پتھر سام اور آخر دو کے علاوہ اور
 بھی کوئی دیدوں کے نسخے ہیں کہ جن میں اختلاف ہے

سینٹا نند۔ نہیں ایسا نہیں۔ ایسی رنگ۔ پتھر سام اور آخر دو کے کئی کئی طرح کے
 نسخے تھے جن میں سے بہت سے تو کم ہو چکے اور دو دو تین تین طرح کے اب بھی ملتے
 ہیں۔ یہ تو تم اپنے ہندت جی سے سن ہی چکی ہو کہ اس وقت ہندوستان میں پتھر
 کے دو باہم مختلف نسخے ملتے ہیں جن میں سے ایک کو شکل پتھر وید اور دوسرے کو
 کرشن پتھر وید کہتے ہیں۔ شکل پتھر وید کا رواج یہاں پنجاب اور شمالی ہندوستان میں
 ہے۔ اور یہاں کے ہندت ایسی نسخہ کو مستند اور قابل شکوک سمجھتے ہیں۔ اور دوسرا
 نسخہ کرشن پتھر وید کہلاتا ہے۔ کہ جس کو دکن کے علمائے سنسکرت اور برہمن مستند
 سمجھتے ہیں۔ ان دونوں نسخوں میں باہم کس قدر اختلاف ہے وہ ان کے باہمی
 متغایہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ مگر اس کا اندازہ دونوں کے لسنے والوں کی باہمی
 گفتگو سے اور ایک دوسرے کی ہندت حاسدانہ فتوؤں سے بھی لگ سکتا ہے۔

سینٹہ۔ ویدوں کے اس طرح مختلف نسخے بن جانے کی آخر وجہ کیا تھی۔

سینٹا نند۔ ایک محقق انگریز پادری نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ کے اس دہیا سے
 تشریف لیجانے کے بعد ٹھوڑے ہی عرصہ کے اندر بے شمار اناجیل شائع ہو گئی
 تھیں۔ جو اس زمانہ میں عیسائی دنیا کا سب سے لکھا پڑھا شخص لوگوں کے ہاتھں پہنچ
 چکے اور اس سبب سے نام پر ایک انجیل لکھ دیا گیا اور یہ انجیل لو قلی پہلی انجیل
 کہ جن سے صریح طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ اناجیل کس طرح لکھی گئیں کہ جن کی
 وجہ سے عیسائی مذہب کے علمائے کو بہت وقت پیش آئی۔ کہ کس انجیل کو صحیح اور
 مستند قرار دیں اور کس کو غیر معتبر کہیں۔ بالآخر ان کو ایک کانفرنس منعقد کرنی

نے خود بنائے ہیں۔ اور یہ حوالہ دیکھ کر کے شاہنشاہ کے متعلق ہے۔ اور یہ امر تو ظاہر ہی ہے کہ یہ چاروں وید چیلو ہم آجکل وید ماننے ہیں و حقیقتاً یہ شاہکا ہی ہیں۔ چنانچہ جس وید کو ہم رنگ وید کہتے ہیں اسکا نام شاہنشاہ کا تھا۔ اور دیگر ویدوں کو جو ہندوئی شاہکا ہے۔ سام وید کو رتھی شاہکا اور آخر ویدوں کو شونک شاہکا کہلاتی ہے۔ ان چار شاہکاؤں کے علاوہ ان ویدوں کی اور بھی شاہکا ہیں کہ جن کو آجکل مستند نہیں سمجھا جاتا یا بدکنی برہمن ان کو مستند سمجھتے ہیں مگر شمالی ہندوستان و ملے مستند نہیں سمجھتے۔

سینہ۔ یہ شاہکا لفظ جو آپ بار بار استعمال کر رہے ہیں اس کے اصلی معنی کیا ہیں۔

سینہ۔ سنہ و ہندسب کے دونوں فریق آریہ اور سینا تھی پینڈو توں میں اس لفظ پر بڑی بڑی سرگتہ الٹاؤں پیش ہوئی ہیں۔ ساتن دھری عنما کہتے ہیں کہ شاہکا کے معنی حصہ ہیں اور وید کے حقیقت ۱۱۳۱، شاہکا یعنی ۱۱۳۱ حصے تھے۔ کہ جن میں سے صرف سات یا آٹھ حصے باقی رہ گئے ہیں۔ اور ۱۱۳۱ سے زیادہ حصے اس کے گم ہو گئے ہیں۔ اس کے خلاف آریہ ہندت کہتے ہیں کہ لفظ شاہکا کے معنی حصہ کے نہیں بلکہ اس سے مراد لٹھی حصہ اور گم ہو جانے والے حصے حقیقت وید یا ویدوں کے حصے نہ تھے۔ بلکہ ویدوں کی شرحیں تھیں کہ جو امتداد زمانہ سے رت گئیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ برہمن حصہ یعنی وغیرہ لغت بھاگوت و شونکرم مارکنڈے وغیرہ پرانوں سے لفظ شاہکا کے معنی "ویدیک" دیکھے یعنی وید کے ایک حصہ کے معلوم ہوتے ہیں اور سب سے بڑھکر یہ کہ خود وید سے بھی انہی معنوں کی تصدیق ہوتی ہے۔ چنانچہ وید میں آتا ہے کہ ہستا بھیما و ہستا شاہکا بھیما۔ دونوں ہاتھوں کے دس حصے یا دس انگلیاں ہیں اور

وید کے ۱۱۳۱
مختلف نسخے
تھے۔

اور درخت کی شاخوں کو بھی شاکھا کہا گیا ہے۔ ہشتادو حیاتی جو سنسکرت
 صرف و نحو کی ایک ہی نہایت معتبر گرامر ہے۔ اس میں (گو ترم پھر چرنیہ سہا) لفظ
 لفظ شاکھاچرن کے معنوں میں آیا ہے۔ اس لحاظ سے سائن و صری پندوں کا
 معنی بظاہر ٹھیک معلوم ہوتے ہیں مگر ویدوں کی مختلف شاخاؤں کا مقابلہ
 کرنے سے یہ معنی بھی غلط ثابت ہوتے ہیں کیونکہ ان مختلف شاخاؤں میں گائی
 علیحدہ علیحدہ مضمون نہیں۔ بلکہ صرف متضادوں کی ترتیب۔ کی پیشی پر ہمیں
 کہتے ہیں کہ اقوال اور چھوٹے چھوٹے جملوں کی ملاوٹ کے سوا اور کوئی فرق
 نظر نہیں آتا یہ امر جہاں آریہ سماج کے دعویٰ کی تردید کرتا ہے۔ کہ شاکھا
 ویدوں کی شرح نہیں۔ وہ ان سائن و صریوں کے معنوں کو بھی قائم نہیں رہتے
 دیتا کہ شاکھا وید کے حصے ہیں۔ میں نے جہاں تک اس مضمون پر غور کیا ہے
 میرے خیال میں شاکھا نہ تو وید کی شرح ہیں۔ اور نہ ویدوں کے حصے بلکہ وہ
 تھے الحقیقت ویدوں کے مختلف نسخے ہیں۔ چنانچہ چرن وید وہ مندرجہ ہی اس سے
 بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ بجز وید کے متعلق اسمیں لکھا ہے۔ بجز وید سے
 شرح شیشیرا وید ہ بجز وید کے ۸۶ مختلف نسخے ہیں۔ ہر ایک کا حوالہ ہے
 میں بجز کثرت کروں گا۔ اس کے ان الفاظ سے بھی ہی ثابت ہوتا ہے۔ ایک
 دانشی و صا و اچھا نو و صا افرو نو ویدہ "اگس" طرح کا رگ وید اور نو طرح کا افرو وید
 اس سے کوئی شخص اگس شرح رگ وید کی اور ۱۹ افرو کی نہیں سمجھ سکتا۔ بلکہ سکا
 مطلب بالکل واضح ہے۔ کہ رگ وید کے ۲۱ مختلف طرح کے نسخے ہیں اور ۱۹ افرو
 وید کے۔

پرستھان بھید میں لکھا ہے "ہر ایک وید کے ان کے مختلف معنوں کے لئے
 مختلف نسخے ہیں"
 لہذا یہی وہ رگ وید۔ سہ ایوم پرچن بھیدات پرچنی وید ہنا جو لہجہ تھا۔

سینتہ۔ کیا آپ کے پاس ان مختلف شاکھاؤں کے ویدوں کے مختلف نسخے
ہونے کا کوئی اور ثبوت ہے؟

سینتہ۔ ہاں سنو۔ میں شاکھاؤں کے مختلف نسخے ہونے کے ثبوت میں
تین قسم کے بڑے زبردست دلائل رکھتا ہوں۔ اول ویدوں کے کل نسخے لکھنے
پس۔ ان میں یہ چار نسخے بھی کہ جنکو وید کہا جاتا ہے شامل ہیں یا نہیں۔ یہ
نسخوں کے باہمی اختلافات آیا ہیں؟ قسم لگتے ہیں یا نہیں۔ لیکن سے ان کا
مختلف نسخے ہونا ثابت ہوتا ہو۔ دوسرا یہ کہ اگر یہ ایک ایک وید کے مختلف نسخے
نہیں اور ان میں باہم رقابت نہیں۔ تو ان کے نسخے والوں میں باہم رقابت
کیوں ہے؟ تیسرا یہ کہ اس کے متعلق قدیم مصنفین اور علماء کی آرا کیا ہیں
اور ان سے ان سب شکاک کا مختلف نسخے ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔

دوسری فصل

رگ وید کے مختلف نسخے

سینتہ۔ وید کے مختلف نسخے باختلاف آراء ۱۱۳۰، ۱۱۳۱ اور ۱۱۳۴ ہیں
مگر ۱۱۳۱ نسخے جو ستند کتابوں سے ثابت ہیں۔ آریہ و سناتنی پنڈت دونوں کو
مسلم ہیں۔ غمظ گوریشش نے سروا نوکرشی کی تہرج میں او پانچجلی نے اپنے ہما
بجاشہ میں ۱۱۳۱ شاکھا ہی بتلائی ہیں۔ ان کے اصل الفاظ کا مترجمہ یہ ہے ۱۰۱
شاکھا بکر ویدی ہے ۱۰۰۰ طرح کا سام وید ۲۱ طرح کا رگ وید اور ۹ طرح کا اتھرو
وید ہے۔ دونوں حوالوں کی رو سے ویدوں کے مختلف نسخوں کی میزان ۱۱۳۱ ہوتی ہے
سوامی دیانند جی نے اپنی کتاب رگوید آوی بجاشہ بھومکا اور ستیا رشمہ پرکاش

سب لکھا ہے کہ ویدوں کی ۱۱۲۷ شاخاں ہیں۔ اور ان کو چاروں ویدوں کی شرح میں مانتا ہوں۔ مگر حیرت ہوتی ہے کہ ہندو مذہبی تعلیمات میں ایک بھی ایسا حوالہ موجود نہیں، کہ جس سے ویدوں کی ۱۱۲۷ شاخاں ثابت ہوتی ہوں۔ ۱۱۳۱ شاخاں بلاشبہ مہا بھاشیہ اور شرح سرو وانوگرہنی سے ثابت ہیں۔ اور سب کو مسلم ہیں۔ اور یہ چار کتابیں کہ جنکو چار وید کہا جاتا ہے۔ انہی شاخاؤں میں شامل ہیں۔ اور ہاشنی ہنی کی مستند سنسکرت گرامر شتا اوصائی پیلہ کے سوتر شتوٹاک آدمی پھنچ چھندسی، کی ذیل میں قریباً مختلف شاخاؤں کے نام آئے ہیں۔ اور ان سب کو وید ہی کہا گیا ہے۔ اور انہی میں دھنی سنگھنا بھی ہے۔ کہ جس کو سوامی دیا تدریجی اصل وید مانتے ہیں۔ مگر ہاشنی کا سوتر تو باقی سولہ شاخاؤں کو بھی وید ہی قرار دیتا ہے۔

می دیا بند
ویل بید
سکی ترید

سینتہ - ویدوں کے کل نسخے اس وقت کتنے ملتے ہیں؟
سینتہ نامند - ویدوں کے مختلف نسخوں میں سے اس وقت بہت تھوڑے نسخے ملتے ہیں۔ بعض نسخے ایسے ہیں۔ کہ جن کے صرف نام ملتے ہیں مگر بعض ایسے بھی ہیں۔ کہ جن کے اس وقت نام تک بھی نہیں ملتے۔ رگوید کے ۱۱۱ نسخوں میں سے ۱۲۱ شولا ہیں (۱۲) شاخاں ہاشنی (۱۳) شامل (۱۴) ہاشکل (۱۵) ماندو کیہ۔ پنج مختلف نسخوں کے نام ہیں مگر موائے شامل اور ہاشکل سنگھنا کے اور کوئی نسخہ نہیں ملتا۔ باقی سب نسخے کم ہو چکے ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ کم ہو جانے والے نسخوں میں سے اصل کے ساتھ کون زیادہ مطابقت رکھتا تھا۔ اور یہ نو طاسری سے

بید کے
نسخے
ن کا بھی
مذات

۱۱۲۷ ایک ونشی ادھو یو اتھد گو بدم ریشو وڈہ ہر دھو مسام وید و بکر ایک شتا و سو کم نو ادھو
انھو نو انٹہ تو ہما ہوہ چنڈا دھو کم (شتر گور و شش)
ایک ششم لھو ر بو شاخاں ہر دھو مسام ویدہ۔ ایک ونشی و صلا ریم نو و صا انھو نو ویدہ
۱۱۲۷ لفظ چھن کے معنی سوامی دیا تہ کے نزدیک صرف یہ ہیں۔ ویکہ ورگ وید آدمی بھاشیہ جو مکا

(مہا بھاشیہ پانچویں باب شتوٹاک)

کہ جیب ایک کتاب کے ۲ مختلف نسخے ہوں تو ہر ایک میں ایک دوسرے سے علیحدہ منتروں کا سلسلہ قرار لوں گا اختلاف بالکل کتاب کی صحافت کا فرق اور منتروں میں لفظوں کا ہیر پیر ہوگا۔ تو ان کیس میں غور کرو۔ باہم کس قدر اختلاف ہوگا اور اصل حقیقت کہاں رہی ہوگی۔ ہر ایک نے یہی کوشش کی ہوگی کہ اس کا نسخہ جقدر ممکن ہو دوسروں سے علیحدہ اور عمدہ ہو جن لوگوں نے کبھی موجودہ رگوں کو دیکھا ہے۔ وہ اسی امر کو دیکھ کر حیران ہوتے ہیں کہ اس کے منتروں کی تقسیم و طرح پر کی گئی ہے۔ ایک تقسیم تو سنڈل اور سوکتوں میں ہے۔ اور دوسری اشٹک اور چھبائے اور درگ کی تقسیم ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جو رگ وید عام طور پر آجکل چھپا ہوا ملتا ہے۔ اس میں باشکل اور شاکل سنگھٹنا کو اکٹھا کر کے چھاپ دیا گیا ہے۔ شاکل سنگھٹنا کی تقسیم سنڈل اور سوکتوں میں تھی اور باشکل سنگھٹنا کی اشٹک اور چھبائے اور درگوں میں۔ مطالعہ والوں نے دو نسخوں کو رگ وید کے ہی نسخے سمجھ کر دونوں کو اکٹھا چھاپ کر گڑ بڑ کر دی ہے۔ سینتھ۔ کیا اس طرز تقسیم کے علاوہ رگوں کے ان دو طرح کے نسخوں میں کوئی اور اختلاف بھی ہے۔ کیونکہ بیفرق تو بالکل معمولی سا معلوم ہوتا ہے۔ اور اس سے وید میں تغیر و تبدل کا ہو جانا ثابت نہیں ہونا صرف مطبعہ والوں کی غلطی ثابت ہوتی ہے۔

سینتھ۔ اگر صرف طرز تقسیم میں ہی فرق ہوتا تو کوئی بات نہ تھی۔ مگر ان دونوں شاکل اور باشکل کے نسخوں میں مضامین کا بھی بہت کچھ فرق تھا۔ اس لیے دونوں کے ٹاڈینے سے بہت ہی نقصان واقع ہوا ہے۔ کاتیا شرن مہاشی کی تصنیف اور مہاشی میں ۱۱۰ رگوں کا مجموعہ ۱۱۰ سوکتوں کا ہے۔ کاتیا شرن مہاشی کی تصنیف سنگھٹنا میں زیادہ ہے۔ ان کی بارہ سوکتوں کے ۸۰ منتر ہوتے ہیں۔ اور

نسخہ باشکل اور
شاکل میں
سوکتوں اور
منتروں کا فرق

اپنی سوکتوں کا نام بالکھلیہ ہے۔ سردالو کر مٹی کی شرح ویدارتھ وچکا میں اپنی
 ۱۰۰ سنتوں کو آٹھ سوکتوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور اسکی بابت یوں لکھا ہے۔ ۱۰۰
 باشکل شکھتا میں شاکل شکھتا کی نسبت آٹھ سوکت زیادہ ہیں۔ ایتریا پر مہن ۱۰۰
 پر سائن آچاریہ شرح کرتا ہوا لکھتا ہے۔ ۱۰۰ بالکھلیہ نام کئی ایک ہوتی تھے۔ ان کے
 آٹھ سوکت ہیں اور وہ بالکھلیہ نامی کتاب میں پڑھتے ہیں، بالکھلیہ نام کے
 ۱۰۰ منتر جہ مٹی اور نرنے ساگر پر یس اور آریوں
 کے اجیر پر یس اور تو وویک پر یس مٹی کے چھپے ہوئے رگوید میں موجود ہیں جس میں
 آچاریہ نے ان سوکتوں کو لائے ہوئے سمجھ کر ان پر اپنی تقسیم نہیں لگی بلکہ ایتریا پر مہن
 کی شرح میں صاف لکھا ہے کہ یہ سب سوکت بعد میں لائے گئے ہیں۔
 سردالو کر مٹی کے مصنف نے بھی رگوید کے دو گوں کے شمار میں ان سوکتوں کو شامل
 نہیں کیا بلکہ ٹیکر ڈونا لکھ کر ان کو علیحدہ کر دیا ہے۔ اس کے اصل الفاظ یہ ہیں رگوید
 کے اوجھیا سے جو ششہ منڈل دس وگ ۲۰۰۶ اور بالکھلیہ سوکتوں کو علیحدہ کر کے سوکت

۱۰۱ ہیں۔

یروفسر سیکسول نے اپنی کتاب تاریخ قدیم لٹریچر میں لکھا ہے کہ جب وید لوگوں کی
 راجائتوں سے لکھے گئے تو ان میں بہت سی غلطیاں تھیں جنکی اصلاح بعد میں کی
 گئی۔ شکھتا پانچ اتھ شاکلا و اوجھیا گائی اتھ سوکتانی۔

۱۰۰ وچین بالکھلیہ بھی وارہ کو ہیں۔
 ۱۰۰ بالکھلیہ نام کا بچن سر شاہہ رشا سجنہ مٹی اشٹو سوکتانی دوتھ تانی بالکھلیہ نلک نر نختہ سمانتا
 ۱۰۰ رانی دینی سپت رچیم سو پرم کھلم دوہ رسات رچا والا سو پرم سوکت بالکھلیہ سوکتوں کا آخری
 سوکت ہے سائن کتاب ہے۔ یہ طاقی ہیں۔

۱۰۰ اوجھیا نام چش ششہ منڈلانی وشن ابو تو درگا نام سہر و و سنگھیا نے پش ششہ سہر م است
 سوکت نام نختہم۔ کھیل پرم و نادرش سپت چہ پختھتہ سنگھیا تم دئی پد کر م دالو کر مٹی
 ۱۰۰ صفحہ ۲۲۰ نبرد کھو مشرق کی کتاب اشتر سہر و ۲۰ صفحہ ۲۰۰ ایتریا پر مہن ۱۰۰ - ایتریا راجا
 ۱۰۰ ۵ - غیر

گئی مگر بالکھلیہ سوکت بعد میں ملا دیے گئے۔ اس لئے انوکھائی نے ان کو شمار نہیں کیا۔
 سیتھ۔ کیا بالکھلیہ سوکنتوں کے علاوہ رگوید میں اور بھی کچھ ملا یا گیا ہے۔
 سیتھ۔ ہاں شوٹنگ آپاریہ نے برہدو پوتائیں شاکل سنگھت کی نسبت باشکل
 سنگھتائیں سنگھیان اور مہانامنی دو اور سوکنت زیادہ لکھے ہیں۔ مہانامنی سوکنت
 میں ۹ اور سنگھیان سوکنت میں ۱۵ ستر ہیں۔

باشکل رشی نے اپنے مرتبہ نسخہ میں شاکل رشی کے نسخہ سے صحیحہ کرنے کے لئے بالکھلیہ
 مہانامنی اور سنگھیان وغیرہ سوکنتوں کو ملا یا تھا مگر انیسویں صدی کے شاکل اور باشکل کے
 دو علیحدہ علیحدہ نسخوں کو اکٹھا چھاپکر مطبع والوں نے دونوں کو گمراہ کر دیا ہے۔

سنگھیان سوکنت اجمیر اور ورجانند پریس لاہور کے چھپے ہوئے نسخے میں سے نو نکالے یا
 گیا ہے۔ مگر سہمی کے نسخے سے ساگر پریس ملتان کو لکھت سیدن کے چھپے ہوئے رگوید میں موجود
 سیتھ۔ یہ سچ ہے کہ کبھی کتاب میں ایک اور لفظ کی ملاوٹ بھی ثابت کرو یا اس کتاب
 کو پایہ اعتبار سے گرا دینا ہے۔ کیونکہ جب ایک جگہ اس میں تغیر و تبدل اور تحریف ثابت
 ہوگئی تو کل کے کل نسخہ کا اعتبار اٹھ گیا۔ جب رگوید میں اس قدر تحریف ثابت ہے
 تو نہ معلوم اور کس کس جگہ تغیر و تبدل کیا گیا ہوگا مگر کیا پھر وید میں بھی اس طرح تحریف
 کی گئی ہے؟

سیتھ۔ ہاں۔ شکل پھر وید اور کرشن پھر وید کا قصہ تو تم پٹن جی سے سن چکی ہو۔ مگر
 مہانامنی یا سہمی کے حوالہ کی رو سے پھر وید کے ۱۱۱ طبع کے مختلف نسخے تھے۔ اور بعض
 کے نزدیک باختلاف آراء ۱۹ اور ۸۹ نسخے ہیں۔

سیتھ۔ یہاں ایک بات دل میں کھٹکتی ہے۔ کہ ویدوں کے ان مختلف نسخوں کی
 تعداد میں علماء سلف کا اس قدر اختلاف کیوں ہے۔ کیا اس سے یہ معلوم نہیں
 ہوتا کہ یہ حوالے پایہ اعتبار سے گرسے ہوئے ہیں۔

پھر وید کے
 مختلف نسخے

سیدنا تندر نہیں۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس سے اس امر کی توثیق ہوتی ہے کہ ویدوں کے واقعی بہت سے مختلف نسخے تھے۔ جس جس مصنف کے عہد میں جننے جتنے نسخے ملتے رہے۔ انہوں نے اُس قدر تعداد اُلکی بیان کر دی جس قدر کم ہو گئے۔ ان کو چوڑا یا باب آجکل اگر کوئی لکھتے تو یہی لکھیگا کہ اس وقت یجر وید کے صرف پانچ نسخے میں عرض میں اس بات کو بیان کرنا تھا کہ یجر وید کے ۱۰۱ طرح کے مختلف نسخے تھے۔ ان میں سے مشہور (۱) چرک سنگھنا (۲) میتھائی سنگھنا (۳) وہسنی سنگھنا (۴) تینتری سنگھنا ہیں۔ ان میں سے ہر ایک سنگھنا کے پھر کئی کئی مختلف نسخے کو باسٹاخ و رشتاخ ہوتے چلے گئے ہیں۔ مثلاً وہسنی سنگھنا سات طرح کی تھی۔ تھینتری یا سنگھنا چھ طرح کی اور چرک سنگھنا انیس طرح کی تھی

مگر اس وقت یجر وید کے صرف پانچ قسم کے مختلف نسخے ملتے ہیں باقی ۹۶ طرح کے نسخے کم ہو چکے ہیں۔ چرک سنگھنا کے دو نسخے کچھ سنگھنا اور میتھائی سنگھنا کے نام سے ملتے ہیں کچھ سنگھنا کٹھ رشی کی تالیف ہے۔ اور میتھائی سنگھنا رشی کی۔ کٹھ رشی کس کا شاگرد تھا۔ اس میں اختلاف ہے۔ مگر مہاسنی یا تنجلی اس کو ویشمپانن کا شاگرد مانتا ہے۔ اس کے اصل الفاظ اشٹا اوھیا جی کے ہیں۔ م سوتر کی شرح پر پر ہیں۔ ویشمپانن نے اسے کٹھ ویشمپانن کا شاگرد کٹھ رشی ہے۔ مگر شاکھاؤں کے ذکر میں کٹھ سنگھنا کو ہمیشہ چرک سنگھنا والوں کی ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کٹھ رشی چرک رشی کا ہی شاگرد تھا۔ کٹھ سنگھنا کو کاٹھک سنگھنا اور کاٹھک یجر وید بھی کہتے ہیں۔ یجر وید کے اس نسخہ کا رواج پانتجلی مہنی کے زمانہ میں نہایت زیادہ تھا۔ اور لوگ اس کو یجر وید کے باقی نسخوں پر ترجیح دیتے تھے۔ چنانچہ مہا بھاشیہ میں کہا ہے کہ گاؤں گاؤں میں کالا پ سنگھنا اور کاٹھک سنگھنا پڑھائی جاتی ہے، گویا جس طرح آج یجر وید کی وہسنی سنگھنا کا عام رواج ہے اسی طرح آج سے ۱۰۰ برس سے کرام ملام کلاہکم کا ٹھکم پر پڑھتے (تج سوتر اشٹا اوھیا جی ۱۰۱)

مہاسنی پانتجلی کے زمانہ میں کٹھ یجر وید مستند سمجھا جاتا تھا

پیشتر کا ٹھک ساگھتا کا رواج تھا مگر انوس ہے کہ آج اس کے درس اور تدریس کا رواج بالکل اٹھ گیا ہے اس کا ٹھک ساگھتا کا پہلا منتر موجود ہے بکر وید کی چھٹی ساگھتا کی نسبت پیشتر کی ساگھتا سے زیادہ ملتا ہے۔ بکر وید کے ان مختلف نسخوں میں باہمی اختلاف کا نمونہ دکھانے اور یہ ثابت کرنے کے لیے کہ یہ مختلف نسخے بکر وید کی شرح نہیں اور ان کے حصے ہیں بلکہ یہ مستقل طور پر مختلف الگ الگ نسخے ہیں۔ اس وقت کے چار موجودہ نسخوں کا پہلا پہلا اور آخری منتر کا مقابلہ کر کے میں دکھاتا ہوں

کٹھ ساگھتا	میشتر انی ساگھتا	تیشتر یا ساگھتا	دجنتی ساگھتا
پہلا منتر ایشے تو			
دیجے تو ادا یو ستھ			
اپا یو ستھ دیو دیو			
پرا پتیو شتر شتھتا			
کرمناے کرنا اپیا	کرمناے کرنا اپیا	کرمناے کرنا اپیا	کرمناے کرنا اپیا
یہ صوم اگھنیا دیو			
اندراے بھاگم ماہ	اندراے بھاگم ماہ	اندراے بھاگم ماہ	اندراے بھاگم ماہ
سین ایشتا ما	سین ایشتا ما	سین ایشتا ما	سین ایشتا ما
گھشنو دھرو اسن	گھشنو دھرو اسن	گھشنو دھرو اسن	گھشنو دھرو اسن
گو پیو سیات بہو			
پریجا نیہ پشون	پریجا نیہ پشون	پریجا نیہ پشون	پریجا نیہ پشون
پا ہی۔	پا ہی۔	پا ہی۔	پا ہی۔
آخری منتر۔	آخری منتر۔	آخری منتر۔	آخری منتر۔

اوپر پور شہ سا اسا وہم	آخری منتر بیو دیوان دہت اروا اسران داجی گنصر دان - اشود منشیان سمدد ووا انشوبیہ یونی سمدد بندھوہ	پتھا یا تید و سوو گو ریم جت پد شیتام پنجنا بختراہ ابود اشوسمن پنچنا آدی سرتاری لگنے پر نرم نا آ پوہ -	یشوپا اسی آخری منتر - اگنم سڈ پتم سد شتم گرتو سینام استو ییدی جات ویڈ نوام وڈم رستم ہویا واسم دیوا اگر نوکم رتیبہ نا بجم
---------------------------	---	--	--

ان منٹروں کے باہمی مقابلہ سے ظاہر ہے کہ واسٹی سنگھنا سے تین تیرہ سنگھنا -
 میں لفظ "پا پو سٹھ" دیو بھاگم "گھننا" اور "ویو تیرہ رور سپہ تہی" "پرود و رکنتو"
 اور "تیرہ تہی سنگھنا امین" "اسبھو تائے" کرنا سے کرنا دیو بھیا "ناوہ" اور "کٹھ سنگھنا
 میں" "پا پو سٹھ" کہتے "دیو بھاگم" "گھننا" "پرود اور سپہ تہی" "رکنتو" "سینا تیرہ پشوپا
 اسی" وغیرہ الفاظ میں اور یہ فقرات یا تو سرے سے ہیں ہی نہیں اور یا مختلف
 ہیں اور آخری منتر تو ہر ایک سنگھنا کا علیحدہ علیحدہ ہے۔ اور یہی حال دربان
 میں ہے۔ کہیں کہیں تو صرف لفظی اختلاف ہے۔ اور کہیں کہیں بعض منتر ایک
 سنگھنا میں ہیں۔ تو دوسری میں نہیں۔ اس سے آسانی کے ساتھ معلوم ہو سکتا ہے
 کہ یہ مختلف شے ایک دوسرے کی شرح قطعاً نہیں۔ اور نہ ایک دوسرے کے حصے میں
 بلکہ ہر ایک ایک وید کے مختلف شے ہیں کہ ہر ایک منتر والوں نے دوسروں سے
 اپنے منتر کو علیحدہ بنا نے کے لئے اسمیں کچھ کثرت ہوت اور تحریر کر لی ہے۔
 سینہ۔ ان منٹروں میں حقیقتاً الفاظ مختلف ہیں۔ کیا وہ ایک دوسرے کی شرح نہیں
 کہے جا سکتے؟
 سینہ۔ مختلف الفاظ ایک دوسرے کی شرح تو اس وقت کہلائیں گے جب

وہ ایک لفظ کے معانی اور تشریح کو بیان کریں۔ شرح ہمیشہ متن کتاب کی توضیح کیا کرتی ہے۔ نہ یہ کہ اپنی طرف سے اصل متن سے کچھ گھٹا دے اور کچھ بڑھا دے۔

سپینٹہ۔ یہ ٹھیک ہے مگر تجھے تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان نسخوں نے ایک منتر کی تشریح ہی کی ہے۔ شلاؤد جسنی سنگھنا میں "اندراے بھاکم" فقرہ آیا ہے۔ دوسری شا کا "دیو بھاکم" یاد یو بھیا اس کی جگہ کہتے ہیں تو وہ گویا اندراے بھاکم کی تشریح ہی کرتی ہیں یعنی اندر کے لئے حصہ یاد یو تاکہ ایسے حصہ گویا اندر کی تشریح انہوں نے دیو سے کی ہے کہ اندر دیوتا ہے۔

سپینٹا مند۔ یہ سچ ہے۔ کہ بظاہر یہاں ایک لفظ کی تشریح معلوم ہوتی ہے۔ مگر نلنے والے نے اس کی تشریح کرنے کی نیت سے اندر کی بجائے لفظ دیو نہیں رکھا بلکہ اپنے نسخہ کو اس سے علیحدہ کرنے لیے اور لفظ لا با ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو شپنتھہ پر من جو د جسنی سنگھنا کی نہانت معتبر اور مستند تفسیر ہے۔ وہ نیز یا سنگھنا کی قرأت کی مخا لفت نہ کرتا۔ اور اس قرأت کو مردود نہ ٹھہراتا۔ چنانچہ شپنتھہ پر من اول لہ "ابشے" تو درجہ دیو نسخہ کے آگے اپا دیو نسخہ کئی ایک (یعنی تپتیر یا سنگھنا اولہ) پڑھتے ہیں۔ وہ نہ پڑھے کیونکہ پچھروں کو باہر سے بچان کے گھر میں لائے والے اور سرا ہوتا ہے۔ اس جگہ شپنتھہ نے تپتیر یا سنگھنا کی قرأت کو مردود ٹھہرایا ہے۔ اگر تپتیر یا سنگھنا کے الفاظ اس کی شرح ہوتے تو شپنتھہ اس کی مخا لفت کیوں کرتا۔

سپینٹہ۔ کیا جس طرح د جسنی سنگھنا کی نسبت اس پہلے منتر میں تپتیر یا وغیرہ سنگھنا میں الفاظ زیادہ کیے گئے ہیں و اجسنی میں بھی کہیں یہ زیادتی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ متن کی نسبت شرح میں ہمیشہ الفاظ زیادہ آیا کرتے ہیں۔

سپینٹا مند۔ ماں د جسنی سنگھنا میں بھی بہت سے فقرات تشریح کے لیے ایڑا دیئے

سہ اپا یو سخا تاتی ہٹیک آموہ۔ اپ ہی دو تپو ایتتی ندو تھھا بتر دیات۔

مختلف نسخے
ایکدوسرے کی
قرأت کو مردود
ٹھہراتے ہیں

گئے ہیں سرد اور گرمی ۲ میں لکھا ہے کہ یکروید ۱۹ وغیرہ میں سنتروں والا انو
 داک برہمن سے یعنی یہ ۲۰ منتر برہمن گرتھ میں سے لے کر اس میں شامل کیے گئے
 ہیں۔ پھر لکھا ہے "اشتوتھ پرہ" والا اور مہار بھو بد کا ۲۲ (اویھیا سے) کل کا کل برہمن ہے
 پھر لکھا ہے "برہمن برہمن" دو منتر اور تیسے کو لام وغیرہ سارا کا سارا سوکت آخر تک
 برہمن ہے۔

عروض اس طرح کے بہت سے حوالے ایسے ملتے ہیں کہ جن سے وہ حضنی سنگھنا (یعنی
 جس کو آج کل بکروید مانا جاتا ہے) میں بھی برہمن گرتھوں کے اقوال اور عبارت کا
 لایا جانا صاف طور پر ثابت ہے۔ ایک اور دلیل جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ مختلف
 نئے ہیں۔ اور کسی ایک وید کی تشریح نہیں یہ ہے کہ ان میں سنتروں کی ترتیب ایک نہیں
 یعنی اول تو پہنت سے منتر ایسے ہیں کہ جو ایک منتم میں ہیں تو دوسرے میں نہیں اور پھر ایک
 دوسرے کے ساتھ ملتے بھی ہیں۔ تو پھر ایک میں ترتیب علیحدہ علیحدہ ہے شرح میں تو
 ہمیشہ منوں کی ترتیب کی پیروی کی جانا کرتی ہے۔ مگر ان میں ترتیب مختلف ہے۔ پھر ان
 کے سنتروں کی تعداد میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یکروید کی وحسی سنگھنا میں ۱۹
 منتر ہیں تینتربا سنگھنا میں ۱۱۸ اور مینڈا یعنی سنگھنا میں ۶۵۸ مگر کچھ سنگھنا میں

مختلف منوں
 کی ترتیب اور
 صفحات میں
 فرق

صرفت ۲۶۲۰

یکروید میں ایک یہ بھی اندھیرا چاہتا ہے کہ اسمیں نصف سے زیادہ منتر و گوید
 سے لیکر جا جا شامل کر لئے گئے ہیں سو ہی دیا منڈی نے ابھی اپنے یکروید بھاشیہ (تغییر
 یکروید) کے اویھیا سے ۳۳ اور ۳۲ کے حاشیہ میں اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ جس جس
 یکروید میں جس جس رگو بد کے منتر کے پڑھے جانے کی ضرورت تھی۔ اس کو شامل کر لیا
 گیا ہے۔ مگر کون نہیں جانتا کہ اس طرح دونوں ویدوں کے سنتروں کو گڈ گڈ کر دینے

۱۔ دیوا یکروید برہمن اور دو کو وید منڈیہ (تغییر) سے اشتوتھ پرہ برہمن اور مہار بھو بد کا ۲۲

۲۔ برہمن برہمن یعنی دو منتر اور تیسے کو لام وغیرہ سارا کا سارا سوکت آخر تک

سے اصل وید کا سلسلہ کلام ٹوٹ جایا کرتا ہے۔ اور اس طرح کتاب کے مضمون کا ربط ضائع ہو کر اصل مطلب فوت ہو جاتا ہے۔ اب اس وقت چونکہ وقت بہت گزر چکا ہے۔ اس لئے ویدوں کے متعلق باقی مضمون میں کبھی پھر بیان کروں گا۔

تیسری فصل

سیام وید اور اس کے مختلف نسخے

موسم گرما کی تن اور بدن کو بغل دینے والی گرمی اور دل و دماغ کو بے قرار کر دینے والی دُصو پ کے دن ختم ہو چکے تھے اور مردہ دلوں کو زندگی بخشنے والی برسات کے خوشگوار دن امرت کے چھینٹے درختوں پر دے رہے تھے۔ اوسوئی سینتانند مرزا اصلاح الدین کی ذاتی قابلیت اور ان کے حُنِ اخلاق کے گردیدہ ہو کر ان کے ولی دوست بن چکے تھے اور اکتیرید و نو دوست اپنی فرصت کی گھنٹوں ایک دوسرے کی صحبت میں گزارا کرتے تھے۔ صبح کی سیر اور شام کی گلگشت کے علاوہ دن میں بھی حسبِ کبھی موقع ملتا تھا سوامی سینتانند مرزا صاحب کے گھر میں بلا تکلف آ جایا کرتے تھے۔ اور سوامی سینتانند کے ہاں تو کوئی پردہ مخفا ہی نہیں۔ سال ابھی ختم ہونے نہ پایا تھا کہ سوامی سینتانند کا ارادہ گورو گل ہروار کی سیر کا ہو گیا۔ ادھر بیتہ و فی کو سکول سے دو ماہ کی موسم گرما کی چھٹیوں مل چکی تھیں سوامی سینتانند نے مرزا صاحب کو بھی مجبور کیا۔ کہ وہ بھی ان کے ساتھ گورو گل کے سالانہ جلسہ میں شریک ہوں اور اگر ممکن ہو تو وہاں کسی مضمون پر بڑے بڑے چوٹی کے پنڈتوں کے ساتھ تبادُلِ خیالات بھی کیا جائے کیونکہ اس سے بڑھ کر کوئی اور موقع بڑے بڑے سنسکرت کے علماء،

کے اجتماع کا نام تھا ان کا مشعل ہے۔ مرزا اصلاح الدین نے وہاں جا با منظور کر لیا۔ اور ایک دو دن کی تیاری کے بعد دو دو دوست اور سینتہ فنی گوردگل کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر ہر دو دن روانہ ہو گئے۔ ان کے پہنچنے پر جلسہ کا ایک دن ختم ہو چکا تھا۔ دوسرے دن کا جلسہ شروع تھا۔ کہ یہ بھی سکول کے ایک کمرہ میں اسباب وغیرہ رکھ رکھا کر پنڈال جلسہ میں چاہیے۔ جلسہ کیا تھا۔ گو بیہ تاہین لگا رہے تھے اور بھجنوں کے زور شور اور میٹھی سمدوں سے سب کے سہراں تھے۔ ایک نوجوان حسین لڑکی بنارس کی ساڑھی زیب تن کیے شیخ پر لمبھی تاون بھجن گا رہی تھی۔ اور اوجھ ماسی طلبہ کی تھا پرجوش دکھا رہے تھے اور اسقدر عجیب پر کیف منظر تھا کہ اس کو نہ ہی جلسہ کہنا مذہب اور جلسہ دونوں لفظوں کی ہتک کرنا ہے۔ رہا اندر کے اکھاڑے اور بیروں کے نایک کا سامان بندھ رہا تھا۔ نوجوان حسین لڑکی اور بھراؤس کی پاٹ داراؤن کا نواسے بریل کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر نکلنا صد سالہ بوڑھے لالہ لوگوں کے محزون امن و سکون میں بھی شوج پیدا کر دیتا تھا۔ مرزا اصلاح الدین اس منگامہ طوفان شیر کو دیکھ کر حیرت اور استعجاب کی تصویر برین کر گئے۔ ہوش میں آئے تو اس نام نہاد مذہبی مجلس پر لاجول پڑھتے ہوئے الٹے پاؤں واپس بھرے اور ویزنگ اور اوجھ رنگا کے کنارے سیر کرتے رہے۔ شام کے قریب واپس لوٹے تو سوامی سینٹا نڈا اور انکی بہن کو اپنا انتظار کرتے ہوئے پایا۔ مرزا صاحب کو دوسرے آئے دیکھ کر سینٹا نڈے نے کہا :-

سینٹا نڈے - مرزا صاحب! آپ جلسہ سے کب واپس آئے؟

اصلاح الدین - میں تو وہاں بہت ہی تھوڑی دیر ٹھہرا تھا۔

سینٹا نڈے - تو یوں کیسے آپ کو وہاں لطف کی کوئی چیز نظر نہیں آئی۔

صلح الدین - نہیں نظارہ توڑا پر لطف تھا۔ مگر مجھے اس طرح نہیں جلتا
 میں نوجوان لڑکیوں کا بریل کی تاروں پر رنگ لانا اچھا معلوم نہیں ہوتا
 جن کی وہ بیٹیاں یا بیویاں ہوں گی۔ ان کے لئے اسفند لوتوں کے سامنے
 کہ جن میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ یوں ساز موسیقی پر محو رقص ہونا
 شاید شرم کا باعث نہ ہوتا ہوگا مگر مجھے تو یہ نظارہ دیکھ کر بڑی شرم آئی اور میں
 وہاں سے بہت جلد واپس آ گیا۔

سینتہ - واقعی۔ آریوں میں یہ بڑی بے غیرتی کی بات ہے۔ ایک طرف تو سولی
 دیا نند جی نے برہمچاریوں کے بیٹے اس طرح گانے بجانے سے منع کیا ہے۔ مگر
 دوسری طرف آریہ سماج میں یہ اندھیرا چھ رہا ہے۔ اب وہ لڑکی جو گارہی تھی۔
 اس کو دیکھ دیکھ کر کئی برسے بڑے تعلیم یافتہ بھی آہستہ آہستہ محسن بائیں کمر
 رہے تھے بچے خود اس کو دیکھ کر شرم آ رہی تھی۔

سینتہ سزا۔ خیران فضول باتوں کو جانے دو (مرزا صاحب سے مخاطب ہو کر) جلسہ
 کے بعد میں نے سوامی پر کاشا نندی سے آپکا ذکر کیا تھا کہ بغیر سو کا کہ کسی مضمون پر
 مرزا صاحب سے گفتگو ہو جائے تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ جلسہ میں تمیں گفتگو نہیں کر
 سکتا۔ البتہ تنہائی میں وہ جس مضمون پر چاہیں گفتگو ہو سکتی ہے۔

صلح الدین - مضمون جو آپ پسند کریں وہی ٹھیک ہوگا۔

سینتہ سزا۔ میرے خیال میں تورگ دید اور بھو دید کی تحریر پر کافی بحث ہو چکی
 ہے۔ اب باقی دیدوں کے متعلق ان سے گفتگو ہو جائے تو اچھی ہے۔

صلح الدین - مجھے بھی یہ پسند ہے۔

دوسرے دن صبح کے وقت سوامی پر کاشا نندی جی کو اطلاع دیکر شام کا
 وقت مقرر کر لیا گیا۔ مقررہ وقت پر سوامی پر کاشا نندی جی اس کمرے میں

کہ جہاں سینٹا نڈ ٹھہرے ہوئے تھے آگئے اور معمولی مزاج پُرسہی کے پورے سلسلہ گفتگو یوں شروع ہوا۔

سینٹا نڈ۔ جلسہ میں اس طرح بے حجابانہ نوجوان لڑکیوں کو گاتے دیکھ کر آج ہمارے دوست مرزا صاحب بہت برا فروختہ ہوئے۔

پیر کا شناسند۔ میرے خیال میں تو اس میں کوئی ہرج نہیں۔ اجمی گانا بھی روح کی غذا ہے اس سے طبیعت میں فرحت اور دل میں سرور پیدا ہوتا ہے۔ جیسی تو ہمارے اہل ایک ویدگانے کا وید ہے۔ سام وید پرتال اور سرب کچھ لگے ہوئے ہیں۔

سینٹا نڈ۔ معاف فرمایا گا۔ میں آپ کی اس رائے سے متفق نہیں۔ گانے اور گانا سنتے میں ہمیشہ گانے والے اور سنتے والے دونوں صرت آواز کی خوبی کو تماشہ کرتے رہتے ہیں۔ جس طرح ایک تصویر کو دیکھ کر دیکھنے والوں کی نگاہ صرف اس کی ظاہری شکل و صورت تک ہی محدود رہتی ہے۔ اور اسی سبب کو تصویر نہیں دکھا سکتی۔ اس طرح گانے میں آواز صرف اپنے صحن کو دکھاتی ہے اور معانی کی طرف ذہن کو منتقل نہیں دیتی۔ اور خصوصاً جہاں ایک جھبب اور من موہنی شکل کی لڑکی میری اور بیٹھی آواز میں گارہی ہو تو سوائے اس کے کہ اپنے مزیدار پیا کرے اور کوئی مفہوم اپنے گانے سے سنتے والوں کے دماغ میں پیدا کر ہی نہیں سکتی۔ اس کو آپ روحانی غذا سمجھیں یا جو کچھ بھی سمجھیں آپ کا سخت پیار ہے۔

صلح الدین۔ (بحث کی طرز کو بدل کر) اور اس لیے اگر سام وید نے اس موسیقی کی تعلیم دی ہے۔ تو ذیل غلطی کی ہے۔ گانا جذبات انسانی میں جوش اور حرکت لاتا ہے اور مذہب ان جذبات کو اپنی حد کے اندر رکھ کر خدا تعالیٰ

سے تعلق پیدا کرنے کی راہ سکھانا ہے۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ لفظ سام کے معنی بونگہٹیشو سام آکھیبہ یعنی گائے جانے والے گیتوں کو سام کہا جاتا ہے کے ہیں۔ مگر یہ موجودہ سام وید ہے اور جس طرح اسپرئراورتال لگے ہوئے ہیں۔ تو ان کہہ سکتا ہے۔ کہ یہی اصلی سام وید ہے۔ خدا کی تعریف میں گانا بڑا نہیں مگر ئراورتال ملانے میں تضیح سے کام لینا پڑتا ہے۔ اور یہ ایک بہنودہ حرکت ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ ویدوں میں نادوں اور ناگوں کی طرح جو کچھ لکھا ہوا ہے کہ یہ راجہ کلام ہے۔ یہ رانی کا جواب ہے۔ یہ بانڈی کا چوبولہ ہے۔ اور یہ کہا رگی شمری ہے۔ یہ اسکی فلان سُر ہے۔ یہ سب سُر خیاں بعد میں جمائی گئی ہیں۔ ابتدا میں نہ یہ وید ہے اور نہ ان پر یہ سُر خیاں تھیں اور سنتوں کے اوپر مدغم تم وغیرہ سروں کے نشان لگانے سے اسکی شکل اور بھی بگڑ گئی ہے۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ گائے میں سنتوں کی اصل شکل کو بگاڑ کر علم موسیقی کے قاعدوں کے ماتحت لانا پڑتا ہے۔ اور اگر آپ نے گائے دھیا (موسیقی) کی کبھی کوئی کتاب پڑھی ہے۔ اور اورا سیکے اصولوں پر سام وید کو ڈھال کر گانا سنا ہے۔ تو آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا۔ وکار و شلیش و کرشن وغیرہ آٹھ طرح کے تغیر و تبدل سنتوں میں کرنے پڑتے ہیں۔ کبھی ایک حرف کی بجائے دو سُر حرف لانا پڑتا ہے کبھی اپنی اور دالے حرف کو چھوٹا کرنا پڑھتا ہے۔ اور چھوٹی والوں کو لبتا۔ جہاں ٹھہرنا چاہیے اُس کو اگلے سے لانا پڑتا ہے۔ اور کبھی جہاں ملانا چاہیے وہاں ٹھہرنا پڑتا ہے۔

سام وید کو گائے کے قبل بنانے کے لیے اسمیں تخریف کرنی پڑتی ہے۔

دعزہ وغیرہ۔
سُر کا شمشیر۔ تو گویا آپ ان ویدوں کو اصل وید نہیں سمجھتے بلکہ جس کی تصنیفات اور شاعروں کے چوبولے اور کہا روں کی ٹھہریاں سمجھتے ہیں
صلح الہدین پنڈت صاحب نفا ہونے کے بات نہیں۔ اسی سام وید کو

لے لیئے۔ اس میں کس قدر تغیر تبدیل لوگوں نے کر دیا ہے۔ کہ اصل کی حقیقت
ہی گم ہو گئی ہے۔

پر کا شناسا شدہ یہ بالکل غلط ہے۔ دید میں ایک ہی کبھی نہیں ملایا گیا۔ بلکہ یہ اسی
طرح ایشور نے اوتیہ رشی پر ظاہر کیا ہے۔

صلاح الیہین سنیئے پنڈت صاحب۔ مہاشی پانچویں کنتا ہے کہ... مطبع کا سام
دید تھا۔ چرن ویوہ کا مصنف جبروتیا ہے کہ سام دید کے ہزار طرح کے نسخے تھے۔

انکو غیر عمل اور بے موقعہ پڑھے جانے کے سبب سے اندر نے اپنے بجز سے تیار کر دیا
ان ہزار میں سے صرف ۶ نام چرن ویوہ وغیرہ کتب میں ملتے ہیں مگر اس وقت سولہ
کو قلمی شناکے اور کوئی نسخہ چھپا ہوا نہیں ملتا۔ البتہ آج سے کچھ عرصہ پیشتر راناشنی
نسخہ ہمارا شتر (مرلمہوں کا ٹک) میں جاری تھا۔ اور کرناٹک میں جیمینی کے نسخہ کا

رواج تھا۔ مگر اب راناشنی اور جیمینی کے نسخہ کا کوئی پتہ نہیں چلتا (دیکھو چرن ویوہ)
کو قلمی نسخہ کا مرتب کرنا کوئی قلم رشتی ہوا ہے۔ یہ ایک ہی نسخہ کئی ایک مطبع میں
چھپا ہے۔ ان سب میں سے جو نسخہ جو نالڈھ کے ستا دھرم سور یہ پرکاش مطبع
میں چھپا ہے۔ اور اسمیں اور کلکتہ بنارس لاہور اور اجیر کے مطبعو نسخوں میں بہت

اختلاف ہے۔ اجیر میں جو نسخہ آریوں نے چھپا ہے۔ وہ تو گویا سب سے مختلف ہے انہوں
نے تو ہمارا سنی سوکت کے دس اور آرنیک اورھیائے کے ۵۵ نمبر کو یا کل ۶۵ نمبروں
کو کہ جو تحقیقین کے نزدیک نے الحقیقت دید کا حصہ نہیں اسمیں شامل کر دیا ہے
سایں اچار یہ نے آرنیک اورھیائے کو باقی دیدوں کے آرنیک اورھیائوں کی طرح

علیحدہ رکھا ہے جو انہوں نے دو پاساگر پریس والوں نے اس کو سام دید کے ساتھ چھپا
ہی نہیں بلکہ اسکو علیحدہ کر دیا ہے۔ دوسرے مطبع والوں نے بھی اس سوکت کے

۱۵ سہرودتیا سام دیدہ۔ ۱۶ سام دید یہ کل سہرودتیا سام دیدہ اورھیائوں کے ساتھ
کر تو وچرن، بھی ہتاہ پر نشاہ (چرن ویوہ ۳)

سام دید کے
ایک ہزار
مختلف
نسخے
تھے۔

مختلف مطبع
کے مطبوعہ
سام دید
میں اختلافات

اول اور آخر لفظ "اٹھ" (شروع) اور اتی (نقطہ چھاپ کر اسکو علیحدہ رکھنا ہے مگر جیسے
 والوں نے شروع اس کے شمار و انداز کو علیحدہ کیا ہے۔ اور نہ شروع اور آخر میں نشان
 دیکر اس کو الگ کیا ہے بلکہ بالکل ساتھ ل دیا ہے۔ ارنیک اورھیائے کے متعلق سائنس
 چاریہ کے الفاظ یہ ہیں۔ "اٹھ"۔ اینر اور پادمان ان تین کا ٹڈوں والی یہ (سام) سنگھنا
 کتاب ہے۔ جو چند نام سے بکاری جانی ہے اس میں پانچ اورھیائے والی چند سنگھنا کتاب
 ہے۔ ایک اورھیائے ارنیک ملا کر چند اورھیائے ہیں۔ وہ یہ پانچ اورھیائے والا ہوتا ہے۔
 سائینا کے ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ سام وید صرف پانچ اورھیائے کا ہے۔ باقی ایک
 اورھیائے ارنیک سے۔ سام وید کا حصہ نہیں۔ ویدک پر بس اجیر والے اگر ان سوکتوں
 کو آخر چھاپ دیتے تو شاید مسطور میوب نہ تھا۔ وہ علیحدہ ایک تہمہ یا تہمہ سمجھے جا
 سکتے تھے۔ مگر انہوں نے پورا چک۔ سام وید کا نصف پہلا حصہ،
 کے بعد اس کو عین درمیان میں چھاپا ہے۔ کہ جس سے وہ گویا سام وید کا جزو اصلی بن
 گئے ہیں۔ اگر اس ارنیک (وہ حصے جو جنگل میں جا کر رشی لوگ پڑھا کرتے تھے۔ وہ ارنیک
 کہلاتے ہیں) کو سام وید کا حصہ مان لیا جائے تو دوسرے ویدوں کے ارنیکوں نے
 کیا گناہ سے کہ انکو وید سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ اور پھر اس ارنیک اورھیائے کے منتر
 بھی کچھ نور گوید سے لے لے گئے ہیں۔ اور کچھ اور اورھری ووسرے ارنیکوں سے منتخب کر
 لے گئے ہیں۔ اور یہ علمائے سنسکرت کو مسلم ہے کہ اس انتخاب میں مضمون کا ربط
 خاک بھی نہیں رہا۔

پرکاشا نامہ۔ آپ نے ارنیک اورھیائے کے متعلق تو بہت کچھ کہا مگر مہا نامنی سوکت
 کے وید کا حصہ نہ ہونے کے متعلق کوئی حوالہ آپ نے نہیں دیا۔
 صلاح الہی بن: بھری ارنیک اورھیائے کے متعلق ہی گفتگو ختم ہو چکی

لے ارنیک پر مہا نامنی کو پورا حصہ دنا کہ سنگھنا گتھہ سوام۔ ارنیک میں اورھیائے میں سنگھنا
 پور میں لے شروع بھی اورھیائے اپنی۔ (دیکھو سائین جاشیہ سلم وید پر پورا ارنیک کے شروع میں)

تو مہانا منی سوکت پر کیسے آجاتا مگر جنیہ رب آپ کو اس پر کوئی اعتراض نہیں تو میں
 مہانا منی سوکت کے وید کا حصہ ہونے کے ثبوت پر پیش کیے دیتا ہوں۔ مہانا منی سوکت
 اس منتر میں جن میں سے دسویں منتر کو مہانا منی نامی گائے گا گوبر مانا جاتا ہے۔
 کیونکہ جس طرح گوبر کے مختلف ٹھوسوں کو جمع کر کے ڈھیر بنایا جاتا ہے۔ اس طرح اس
 میں بھی "ایو ایسے" وغیرہ پانچ الفاظ ہیں کہ جن کے اکٹھے کرنے سے یہ دسواں منتر بن
 جاتا ہے اس سوکت کے متعلق اتیر یا برہمن میں لکھا ہے۔ ان مہانا منی منتروں کو
 پر جاپتی نے وید کی حد سے باہر بنایا ہے۔ چونکہ اسکو وید کی حد سے باہر بنایا ہے۔ اس لیے
 اس کا نام سما ثاب ت ہے۔ وید کی حد سے باہر ہونا ہی سما پن ہے۔ سام وید کے دو
 حصے پور و آچک اور اترا چک کل علمائے سنسکرت کو مسلم ہیں۔ اسکا اور کوئی
 تیسرا حصہ نہیں تو جب سام وید کے پور و آچک کے خاتمہ پر صاف لکھا ہے کہ یہاں
 پور و آچک ختم ہو گیا اور ایسے آگے اترا چک کے شروع میں صاف لکھا ہے کہ یہاں سے اترا چک شروع
 ہوتا ہے تو درمیان میں مہانا منی سوکت تیسرا حصہ کو سما پن کیا۔ یہ نہ تو پور و آچک میں شامل
 ہو سکتا ہے اور نہ اترا چک میں پس یہ ایتر یا برہمن کے قول کے بموجب وید کی حد سے باہر
 ہے۔ اسکو وید کا حصہ سمجھنا غلطی ہے۔ ویدک برہمن اجیر والوں نے اسکو درمیان میں چھاپک
 وید میں تحریف کا ارتکاب کیا ہے سنا سنا چا رہیہ نے بھی اتیر یہ ارنیا گائے
 جو تھے ارنیک پہلے ادھیائے کی شرح کرتے ہوئے اس مہانا منی سوکت کو ارنیا کا حصہ
 ٹھہرایا ہے۔ اور صاف لکھا ہے کہ تمام کی تمام ارنیک اپنشد بھی لکھی گئی۔ اب جو تھے
 ادھیائے میں مہانا منی منتر جو جنگل میں پڑھنے کے لئے کہے جاتے ہیں
 پر کاشا نے نہ مہانا منی سوکت اور ارنیک ادھیائے کو چلو جانے دو باقی سام وید
 میں تقییر تبدیل نہیں ہوا۔ اسکو آج اگر خارج کر دیا جائے تو پھر تو سام وید پاک ہو
 جائیگا۔

لے لیا اور دھوا سیتھو اچھہ سر جتہ یلا و دھوا سیتھو اچھہ سر جتہ تہ سہا اچھون تہ سہا نام سہا
 تو م راتیر یہ برہمن پہلے تہ کھتھوا اپنشدت سروا مہانا منی اگھیا منتر کاہ ارنیا ادھیائین ارنیا وئی
 پر چیتتہ اچھہ جتہ تھکھہ رسائے مہا شیبہ ایتر یا ارنیا کا پر۔

صلاح الدین۔ پنڈت صاحب! میں یہ آپ کو پہلے ہی بتلا چکا ہوں کہ سام وید کے ہزار مختلف نسخے تھے جن میں سے تین چرن دیوہ کے مصنف ہی واس کے زمانہ میں بھی راج تھے مگر آج اس کا صرف ایک نسخہ ملتا ہے۔ یہ کون کہہ سکتا ہے کہ ان ہزار نسخوں میں سے کونسا نسخہ اصل نسخہ سے زیادہ مطابقت رکھتا تھا۔ او کونسا نہیں۔ جب ۹۹۹ نسخے اس کے گم ہو گئے تو باقی جو ایک بچا ہے۔ اس کے اصل نسخہ ہونیکا وسم گمان تک بھی نہیں ہو سکتا۔ خیر سے یہ ایک نسخہ بھی جو بچا ہے۔ اسکی حالت بھی سن لیجئے۔ کہ اس کے منتروں کے شمار میں تحقیقین کا زمین و آسمان کا فرق ہے اسکے منتر باختلاف آرا ۱۸۷۳، ۱۸۹۳، ۱۸۰۸، ۱۵۲۹، اور ۲۱۹ ہیں۔ اور بعض کے نزدیک اس کے اصلی منتر ۷۸، ۷۵ یا صرف ۷۰ ہی ہیں۔

پیر کا شاتہ۔ یہ معمولی غلطی تو منتروں کے بڑے چوٹے سمجھ لینے کے سبب سے ہو گی۔ اصل کتاب کے چوٹے ٹرے ہونے میں تو کوئی اختلاف نہیں۔
 صلاح الدین۔ نہیں اصل کتاب کے چھٹے ٹرے ہونے کا ہی اختلاف ہے۔ جو لوگ اس کے منتروں کی تعداد ہزار سے اوپر بتلاتے ہیں۔ وہ ایک اوجھائے مہانا مانی سوکت اور اس میں شامل ہونے سے ہونے کے منتروں کو بھی سام وید کا حصہ سمجھتے ہیں۔ مگر جو لوگ رگوید کے منتر اور اوزیک اوجھائے اور مہانا مانی سوکت کے منتروں کو سام وید کا حصہ نہیں سمجھتے وہ اصل سام وید کو صرف ۷۸، ۷۵ یا ۷۰ منتر کا ہی مانتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ سام وید والوں نے اپنے وید کو چھٹا سا وید دیکھ کر ۷۳ منتر رگوید سے اس میں شامل کر لئے۔ ورنہ سام وید کے منتر صرف ۷۰ ہی ہیں۔ اپنے خیال میں تو ماننے والوں نے بڑا کام کیا ہوگا۔ مگر درحقیقت۔ انہوں نے رگوید منتروں کی چھوٹے سے سام وید کے منتروں میں بھرا کر کہ سام کی اصلی حقیقت کو گم کر دیا۔ اور آج اسی کا روٹا سنسکرت کے بڑے بڑے علما

سام وید کے
 منتروں کی تعداد
 میں اختلاف

سام وید میں
 رگوید کے منتروں
 کی بھرمار

روتے ہیں۔ اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ دہلی میں ایک سام وید جو رگ وید کے
 منتروں کو حجاج کرنے صرف ستر منتر کا ٹیکٹ بک سائیز پر پڑے ہوئے حرفوں
 میں صرف ۶ ورق پڑ گیا ہے چھاپا گیا ہے۔ اور اسکے ویباچ میں صاف لکھا ہے کہ
 رگو وید کے منتروں کی بھر مار نے سام وید کو کلنگ لگا دیا تھا۔ اب اس کو علیحدہ
 کر دیا گیا۔

یہ سنکر پرکاشا تندی تو حیرت کے دریا میں غوطہ لگائے بہوت میٹھے تھے
 کہ سینہ دتی نے لڑ لڑ کلام کو بدلنے کے لیے کہا۔

سینتھہ۔ سو نو لیا صاحب! کیا آپ نے وہ چن ورق کا سام وید دیکھا ہے؟ یہ تو
 بڑی عجیب بات آپ نے سنائی۔ واقعی بچر وید انخر و وید اور سام وید میں رگ وید
 منتروں کی اس قدر بھر مار ہے کہ عقل حیران ہوتی ہے۔ اور جو رگو وید کے منتروں میں ہند
 لکھ رہے۔ کہ جس سے طبیعت اکتا جاتی ہے۔ معنوی نگار تو چنداں اس قدر عجیب
 نہیں دکھائی دیتا۔ مگر بار بار وہی منتر جنکا کچھ مطلب اور نہ معنی خواہ مخواہ کا طول
 مضمون اگر سب کی تجربہ کر دی جائے۔ یعنی رگو وید میں جو منتر کمر سے کمر تک خدا معلوم
 کتنی کتنی دفعہ آئے ہیں۔ ان کو نکال دیا جائے۔ اور پھر سام اور انخر وید میں سے بھی تکرار
 کو دور کر کے رگو وید کے منتر نکال دئے جائیں تو ویدوں کو دیکھ کر جو ڈر لگتا ہے۔ وہ
 تو نہ لگے یوں سمجھئے کہ نصف سے کم تو بچر وید رہ جائے۔ اور سام وید کے ۶ منتر تو رہی
 گئے ہیں۔ ہاں سو نو لیا صاحب! یہ تو زلمیئے۔ انخر و وید باقی کتنا رہ جائے

تیسری فصل

انخر و وید کے مختلف نسخے اور انکا باہمی اختلاف
 صلاح الدین۔ یہ تو آپ لوگوں کو معلوم ہی ہوگا۔ کہ انخر و وید کے دو حصے ہیں

ایک حصہ کو اتھر و اور دوسرے کو انگریس کہتے ہیں۔ پہلی دلیل - منو سہ میں لکھا ہے کہ اتھر و انگریس نے جو مان پر لوگ کہا اسکو کرے۔ اسمیں کچھ مثال نہ کرے برہمن کی کلام ہی ہتھیار ہے اس سے دشمنوں کو مارے۔

اتھر وید کے اتھر و
اور انگریس دھتے

دوسری دلیل - شنتیہ برہن ۱۳ ص ۱۲۸ اسٹومبہ گیہ (گھوٹے کی قربانی) کے ذکر میں لکھا ہے کہ قربانی کے ختم ہوجانے پر پہلے دن اہل و عیال و لے لوگوں کو روکا دیکھا دوسرے دن بڑھوں کو بیکر وید کا تیسرے دن جوان عمر والوں کو اتھر و وید کا درس دیا جائے۔ اور چوتھے دن جوانوں کو بصورت عورتیں اکٹھی ہوں تو انکو انگریس دیکھا درس دیا جائے۔

سیدنتہ - تو تو ہمیں انگریس وید کو ضرور سننا چاہیے۔ اسمیں ہم نوجوان لڑکیوں کے لئے بہت کچھ اچھی اچھی باتیں بھلائی کی ہوں گی۔ اوہو! یہ وید تو گویا ہمارے ہی لئے خاص ہے۔

صلاح الدین - اگر کوئی چٹنٹ آپکو یہ وید سنا سکے تو سن لیں۔ سیدنتہ - کیوں! سنا سکے کی بھی آپ نے ایک ہی کبی جب وہ ہمارے ہی لئے خاص ہے۔ تو پھر کوئی کیوں نہ نہیں سناے۔ آپ صاف صاف کیوں نہیں بتاتے کہ اصل بات کیا ہے؟

صلاح الدین - بس اس سے آپ کے مضمون کا اندازہ لگا لیجئے کہ ایک دفعہ میں نے راولپنڈی کی آریہ سماج میں اسکا ایک ہی منتر سنیا تھا تو چاروں طرف سے شریفیت آریوں اور غیر ہندوؤں میں بھلبلی لہج گئی تھی اور آوازیں بلند ہوتے لگ گئی تھیں کہ

Respect for woman Respect for women

یہاں عورتیں بیٹھی ہیں ان کا احترام کیجئے۔

۱۔ سنہ ۱۹۰۷ء میں اتھر و انگریس کی یاد دہانی اور چارین - واک سنہ ۱۹۰۸ء میں وید برہمنیہ تین ہینیا دین دو پر ۲۔
۲۔ یہ تیر شوبھنا آپ سیدنتہ بھوشی تا اپریشنی انگریس وید ۲۔

ہری پر شاہی المعروف بہ دیدک منی لگتے ہیں کہ لاول تو یہ منتر نگر و دیدک ہے۔ اظہر و دیدک
 نہیں۔ اظہر و دیدک میں کسی طرح شامل ہو گیا ہے۔ جیسا کہ دوسرے دیروں میں بھی ہے جس
 لاکے ہوئے کو منتر دیکھے جاتے ہیں (دوسرے دوسرے)

چوتھی دلیل انگریس دیدک کے علیحدہ اور بعد میں لائے جانے کی یہ ہے کہ گوچھ برہمن میں حکما
 ہے برہما ہی یعنی یہ سب سے پہلے تھا۔ اپنے آپ ایک ہی اس نے یہ خواہش کی کہ میں یقیناً
 قابل پرستش ہونے پر بھی ایک ہی ہوں۔ ایسا ہو کہ میں اپنے جیسی صفات والا دوسرا ہوتا
 پیدا کروں اس نے پورے طور پر بہت تپ (عبادت) کیا اور اسکی وجہ سے اس کے جسم کے

تمام مساموں سے پسینہ نکلیں وہ صابریں بہ نکلیں اس پسینہ کی وجہ سے یہ نکلنے والی دھار سے پیدا
 ہوئے پانیوں میں اس نے اپنے عکس کو دیکھا اپنی حسین اور جہنی شکل کو دیکھ کر اسکا لطفہ گہ گیا۔ یہ
 لطفہ جب پانی میں ملا تو پانی کے دھبے ہو گئے ایک حصہ بیٹھے پانی کا اور دوسرا کھاری پانی کا بیٹھے پانی کا لطفہ

پختہ ہو کر بھرگوشی پیدا ہوا بھرگوشی کو پیدا کر کے برہما خود اس پانی میں غائب ہو گیا بھرگوشی کو
 ادھر ادھر تلاش کرتے لگا تو اس کو یہ آواز سنائی دی کہ تو اسکو اس پانی میں تلاش کر
 یہ الفاظ سن کر جو بھی بھرگوشی نے نیچے پانیوں میں دیکھا۔ دو ہی اظہر و اس کو نظر آ گیا۔ وہ

شکل و شامت میں برہما کے مطابق نظر آ رہا ہے اس اظہر کو کہ تم مخلوق کو پیدا
 کرو اور اسکی پرورش کرو۔ برہما کے ایسا کہہ دینے سے وہ اظہر و اپر جانتی ہو گیا۔ اس اظہر و
 رشی سے ایک دین چار پانچ چھ سات اٹھ نو دس تو رشی گیتوں والے رشی پیدا ہوئے۔

ان سے جو منتر پیدا ہوئے ان کا نام انگریس دیدک ہو گیا۔ پس بیٹھے پانیوں سے پیدا ہوئے
 رشیوں کا کلام اظہر و دیدک ہے۔ اور کھار کے پانی سے پیدا ہوئے رشیوں کا کلام انگریس دیدک
 سے پس موجودہ اظہر و دیدک کا پہلا حصہ تو اظہر و دیدک اور دوسرا حصہ انگریس دیدک ہے جو

بعد میں ملا اور کھار کے پانی کی پیدائش سے سوامی سینا ناند جو ایک ننگ خدا جانے کسی جنیل
 میں چوتھے گوچھ برہمن کے اس حصہ کو سن کر اپنے غریبی لہیر بھر کی درگت پر دل ہی دل میں

مترندہ ہو رہے تھے آخر نہ سن سکے تو بات کو ماننے کے لیے مرزا صاحب سے بڑے غلط ہوئے۔

سینتائزہ - مرزا صاحب! جس طرح آجکل باقی دیدوں کے مختلف نسخے ملتے ہیں۔ کیا اتھرو وید کے بھی مختلف نسخے ہیں؟

صلاح الدین - ہماسنی یا تنجلی کے حوالے سے یہ امر ظاہر ہے کہ اُنکے وقت میں اتھرو وید کے نو مختلف نسخے تھے گو کا میتیا بن نے ۱۵ نسخے بھی لکھے ہیں۔ جن دنوہ کے مصنف نے بھی ۹ ہی لکھے ہیں اور ان کے نام گنواکے ہیں۔ ۱۷، پہلا (۲)، لوواہ (۳)، موواہ (۴)،

شٹوگی (۵)، جا جلدہ (۶)، جلدہ (۷)، ریم وواہ (۸)، رپو درشارہ (۹)، پاران ویدہ (۱۰) نو مختلف نسخوں میں سے آج صرف ۲ نسخے پہلا و شٹوگ شاکھا کے نام سے ملتے ہیں ان دونوں نسخوں میں بہت بڑا اختلاف ہے۔ کسی زمانہ میں پہلا و شاکھا ہی

مستند سمجھی جاتی تھی چنانچہ ہماسنی یا تنجلی مہا بھاشیہ میں لکھتے ہیں کہ

ویدہ (یعنی اتھرو) شسم نو دیوی کے الفاظ سے شروع ہوتے "سوامی دیا مندی مہاراج نے اس حوالہ کو مستند سمجھ کر گوید آدی بھاشیہ مہورکا میں اسکو نقل کیا ہے۔ اور

صاف لکھا ہے۔ کہ یہ اتھرو وید کا پہلا منتر ہے۔ حالانکہ یہ آریوں کے چھاپے ہوئے وید کا پہلا منتر نہیں۔ ویکھو مہورکا ص ۱۵۱

خود سوامی دیا مندی جیسا کہ ان کے حوالہ سے ظاہر ہے۔ اسی وید کو مستند سمجھتے تھے مگر افسوس ہے۔ کہ آریہ سماج نہیں سمجھتی۔

یہ منتر کا ٹکرا پہلا و شاکھا میں پہلا ہی ہے شٹوگ شاکھا کے شروع میں نہیں

گو پتھ برہمن کا مصنف کہتا ہے کہ شسم نو دیوی الخ، اس طرح شروع کر کے وید پڑھتے ہیں۔ شٹوگ شاکھا میں یہ منتر شروع میں نہیں۔ بلکہ اس سے پہلے چید سوکت (۲۵ منتر) اور موجود ہیں۔ پس جہاں اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلا و شاکھا

لے لوڈھا اتھرو ویدہ ۱۵ ویدہ کاہ کھلوی شٹو دیوی پڑھتے رہا بھاشیہ پاپ شاکھا، سے شسم نو دیوی پڑھتے اتنی ایوم آدی کروا اتھرو ویدہ پڑھتے (گو پتھ ۲۵)۔

اتھرو وید میں
رگ وید کے متروں
کی ملاوٹ

کی شدت شوٹنک شاٹکھا میں ایزادی ہوئی ہے۔ وہاں اس سے یہ بھی ثابت ہے کہ پہلا وہ
شاٹکھا شوٹنک شاٹکھا کی شرح نہیں بلکہ یہ دو مختلف نسخے ایک ہی اختر و وید کے ہیں۔
پھر جسطرح پنجاب اور شمال مغربی صوبجات میں شوٹنک شاٹکھا کے نسخہ کو اختر و وید سمجھ کر
اس پر عمل درآمد ہوتا ہے۔ اسی طرح دکن میں پہلا وہ شاٹکھا کو اختر و وید سمجھا جائے۔ ان دونوں
نسخوں کے اندر کسی زمانہ میں دو گوبد کے مترجمی بڑی کثرت سے شامل کر لیے گئے ہیں۔ اس
لیئے اختر و وید کا زیادہ حصہ گویا رگو بیدی ہے۔ چنانچہ اس وید کے دونوں حصوں (اختر
اور انگرس) میں کل ۵۹۴۴ متر ہیں کہ جن میں سے صرف ۷۷ متر ہی شے ہیں۔ اور
باقی ۵۲۷۷ متر رگو بید سے نقل کئے گئے ہیں۔

بیسویں کانڈ میں ایک سالم سوکت کہ جسکو کثاپ سوکت کہتے ہیں اور جس کے
متروں کی تعداد ۱۲۷ ہے بہت وید کے بعد ملایا گیا ہے۔

ان کے علاوہ اس وید میں بہت سے برہمن گرنختوں کے فقرے بھی جا بجا ایزاد
کیئے گئے ہیں۔ چنانچہ سوامی ہری پرشاد المعروف بر ویدک منی کہتے ہیں کہ جب بڑوں
کے درس تدریس کا سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے۔ تو پڑانے ضمیموں کا وید کے اندر مل جانا
اور نئے ضمیموں کا ان کی جگہ آگینا کوئی عجیب بات نہیں کہی جاسکتی۔ بظاہر حقدار
بڑی حالت اس اختر و وید کی ہوئی ہے۔ اتنی اور کسی وید کی نہیں ہوئی۔ سائیں صاحب
(مشہور مفسر وید) کے بعد بھی بہت سے سوکت اس وید کے اندر ملا دیے گئے ہیں
ملائے کا طریق بہت عمدہ سوچا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ پہلے ضمیمہ کے شروع
اور آخر میں لفظ "اختر" شروع اور آخری (فقط) لکھ دیا جاتا ہے۔ جب کسی شے کو چھا
تو شروع اور آخر سے یہ لفظ اڑا دیئے جاتے ہیں۔ بس اتنا ہی کرنے سے وہ ضمیمہ
یا حاشیہ اصل وید کے متن میں شامل ہو جاتا ہے۔ ہندو مذہب کی کتابوں
کی ایسی چھپیہ حالت ہو گئی ہے۔ کہ اسکا پورے طور پر بیان کرنا مشکل ہے۔ متروں

اختر و وید میں
تحریر پر ایک
آریہ فصل
کی شہادت

کی کمی بیشی میں اختلاف آراء کو چھوڑ کر مختلف عبارات کی اسفند رچھ مارے۔ کہ عقل چکر
کھا جاتی ہے۔ مذہبی کتاب میں اس طرح اختلاف عبارات بہت ہی بدنامی کا باعث
ہے۔ کیونکہ اس کے ہوتے ہوئے کتاب شک و شبہ سے پاک نہیں رہی جاسکتی۔ (روید
سرور)

صلاح الدین اسفند رچھ کے بعد کسی ضرورت کے لئے باہر چلے گئے۔ مگر سوامی پریشانند
جی مرزا صاحب کی تقریر کو تشکر خاموش بیٹھے رہے۔ سوامی جی کی اس خاموشی کو دیکھ کر
سیتہ نے کہا کہ سوامی جی اب تو آپ کو اختر و وید میں تحریف کے متعلق خود بائبل ملت
سوامی دیوانند جی اور سوامی ہری پرشاد جیسے فاضلوں کی آڑ بھی مل گئیں۔ اب آپ کو اسکے
قبول کرنے میں کیا عذر ہے۔

پرکاشا شاندہ اس ضمنوں کو اپنے ہر وار کے سالانہ جلسہ میں پیش کر کے اسپر آریہ
پندرہوں کی ایک کمیٹی بٹھادی جائیگی کہ جوان باتوں کا جواب سوچے۔

سیتہ - سمجھ میں نہیں آتا کہ آریہ سماج نے ویسے تو دکھاوے کے لئے اپنا چوتھا اصول
پر تیار رکھا ہے۔ مگر سچ کے قبول کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ تمہارا رہنا چاہیے۔
مگر سچ کھل جاتا ہے۔ تو پھر اسپر کمیٹیاں جھا کر پروہ ڈالنے کی کوشش کیوں لگائی ہے
پرکاشا شاندہ - مذہب کی خاطر جھوٹ بولنا بھی تو جائز ہے سوامی جی نے نسبتاً رتھ
پرکاش میں شکر اچھا۔ یہ کہ مذہب کی خاطر جھوٹ بولنا اچھا لگتا ہے۔ سہ

سیتہ - دھرت کا رہنے والا ہے۔ ایسے مذہب پر کہ جسکی خاطر جھوٹ بولنا پڑے۔ مذہب سچ سمجھانے
کے لئے آتا ہے۔ بیا جھوٹ کی توہم دینے کے لئے۔

پرکاشا شاندہ - تو ابھی نا سمجھ ہے۔

سیتہ - جھوٹ اور فریب سے نہ سمجھو اچھا۔

پرکاشا شاندہ - اور سیتہ میں اس گفتگو کو سنکر سینا نند جو نہیں جلوم اتک کس خیال میں

عزق بیٹھے تھے۔ بے اختیار نہیں پڑے اور پرکاشنا تندر سے غیاطہ باہر کر کہا۔
 سینٹا تندر۔ پنڈت جی۔ جھوٹ پر آپ کب تک پردہ ڈالتے رہیں گے۔ آخر سچ ہی غالب ہو کر
 رہے گا۔ سچ کبھی چھپ نہیں سکتا اور جھوٹ ہمیشہ قائم نہیں رہ سکتا۔
 ان لوگوں میں اسی قدر گفتگو ہونے پائی تھی کہ صلاح الدین یہ کہتے ہوئے داخل ہوئے
 کہ جلسہ تو معلوم ہوتا ہے تم کچھ چوکا کیوں کہ اکثر لوگ اسباب باندھ کر رخصت ہو رہے ہیں۔
 یہ سنتے ہی پرکاشنا تندر رخصت ہوئے اور مرزا صاحب اور سینٹا تندر نے اپنی بہن کے اسباب
 وغیرہ بیٹھانے میں مشغول ہو گئے اور چند گھنٹے کے بعد شام کی کاری میں واپس اپنے وطن
 کو روانہ ہوئے۔

چوتھی فصل

ویدتھا کھاؤں کی باہمی رقابت

سوامی سینٹا تندر کو مر دوڑ سے واپس آئے کچھ زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ انہیں
 بنارس میں سندوں کے ایک بڑے ہونسو (عظیم الشان) پر جانے کا اتفاق
 ہوا۔ بنارس چونکہ سنسکرت علوم کی راجدھانی (دارالسلطنت) کہی جاتی ہے اسلئے
 ان کو وہاں بڑے بڑے مہا پندتوں سے تبادلہ خیالات کا موقع ملا۔ وہاں کے ایک مہا مہو
 ایدھیا (بڑے ہی بڑے فاضل) سے ایک صحیح ویدوں کی مختلف شاخوں پر بحثوں
 پر گفتگو کرنے کا اتفاق ہو گیا انہی تقریر کا خلاصہ درج ذیل ہے
 سینٹا تندر۔ آریہ سماج یا سوامی دیانت کے پیرو یہ مانتے ہیں کہ مہی وید ایشور کا
 گیان ہیں اور اس کے علاوہ ۱۱۲۰ وید کی شاخیں تھیں جو کم ہوئیں۔

مہا مہو ایدھیا (کہ جن کا اصلی نام سوتنتر تندر تھا) خود سوامی دیانت جی سے بھی
 اس مشنوں پر پیر ایک شاستر (مباحثہ) ہو چکا ہے۔ یہ تو آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا

رونی قرار دے رہا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ ”حرک آچار یہ یعنی دوسری قسم کے یکجہ وید کے معلم کو گناہ کے وجہ سے اور دعا با زنی اولاد کو قربان کرے“

اس سے بڑھکر ان مختلف شاخھاؤں کے ویدوں کے مختلف نئے ہونے کا اور کیا ثبوت ہوگا کہ خود یکجہ وید میں اس کا ثبوت موجود ہے کہ وہ دوسری قسم کے یکجہ وید کے معلم کو پریش میدہہ بیکہ میں مارنے کا حکم دیتا ہے۔ اس سے یہ امر بھی ہوا روشن کیطرح ظاہر ہو جاتا ہے کہ یکجہ وید میں جب حرک آچار یہ کا ذکر موجود ہے تو کرشن یکجہ وید یا حرک سنہ تا بہر حال اس شکل یکجہ وید سے پیشتر موجود ہوگی بلکہ اس کے آچار یہ یا معلم بھی موجود تھے جس طرح کرشن یکجہ وید اور شکل یکجہ وید کے ماننے والے علیحدہ علیحدہ فرقوں کے لوگ ہیں اور شکل یکجہ ویدی اور کرشن یکجہ ویدی کے علیحدہ علیحدہ ناموں سے موسوم ہیں اسی طرح کٹھ سنہتا کے پیروؤں کے لئے کاٹھک سنہتا کا نام لکھا ہے یکجہ وید سنہتا یکجہ وید ہے چنانچہ پانچویں آیم میں کاٹھم کو کو توڑا چک شدہ بتلایا ہے جس کی شرح میں لکھا ہے کہ کاٹھک سنہتا کا ٹھکوں کے لیے ہے۔ یعنی جو لوگ کاٹھک کہلاتے ہیں وہ یکجہ ویدی کٹھ سنہتا کو مستند سمجھتے ہیں اس سے بھی ظاہر ہے کہ کٹھ سنہتا یکجہ ویدی کی شرح نہیں بلکہ اسی کا دوسرا نسخہ ہے۔

سینٹیا سنہتا۔ اتھرو وید کے دونوں مختلف نسخوں میں سے شوٹنگ کا نسخہ تو عام طور پر مل جاتا ہے کیا پہلا دشا کھا بھی مل جاتی ہے؟ اگر مل جاتی ہے تو کیا دونوں نسخوں کے مقابلہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کی شرح ہیں یا یکساں؟

سو تو متتر اتھرو وید کا دوسرا نسخہ پہلا دشا کھا حال ہی میں امریکہ سے پہلے دشا کھا میر چھپکر آیا ہے۔ اس کی قیمت چار سو روپیہ ہے شوٹنگ دشا کھا کا اگر اس پہلا دشا کھا کے نسخہ سے مقابلہ کیا جاوے تو حمان طور یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ پہلا دشا کھا اسی اتھرو وید کا دوسرا نسخہ ہے جیسا کہ اتھرو وید پہلا دشا کھا میں یہ متتر اس طرح ہے کہ پہلا نام

۱۰ حرک آچار یہ اب نئے سینٹیا (یکجہ وید) (۱۰)

بلا سینہ کھنوی شکر م تھیا۔ چھنہ بیسیہ نہ صنم ٹولم ارو او او (ترجمہ) تہذوق والے سے میں تہذوق کو اکھاٹا ہوں جیسے کہ چھوٹا کپڑا میں ان بچھنوں کو جن میں وہ چھوٹا ہوا ہے کاٹتا ہوں جیسے کہ خربوزہ جڑ سے اکٹھا ہے، سپلاوشکھا میں یہ منتہر تریٹا اسی طرح ہے گوڑ شکر م کی جگہ اسمیں نشکر م ہے کہ جس کے معنی نیو فر کے ہیں اور شکر م چھوٹے کپڑے کو کہتے ہیں۔ اس مثال سے صراہ طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ سپلاوشکھا شتوک شاکھا کی شرح نہیں بلکہ ایک مختلف نسخہ ہے اس قسم کے اختلافات کے لیے اتھرو وید بھاشیہ ساچار یا سپلاوشکھا اور شتوک شاکھا کا ناقابل مطالعہ نمائندہ مفید ثابت ہو گا۔ پروفیسر میکس مولر نے بھی اپنی کتاب میں دوستان قدیم کا سنسکرت لٹریچر میں ہی لکھا ہے کہ شاکھا قدیم سنتوں کی بگھانے تھیں بلکہ ایک ہی اصل کے مختلف نسخے جو کہ زمانہ زمانہ کی زبانی روایات کی وجہ سے مختلف ہو گئے تھے ص ۹۱ آگے چل کر ہی پروفیسر صاحب کہتے ہیں کہ "شاکھا فی الحقیقت مختلف نسخوں کا نام ہے"

وید کی ان شاخوں کے متعلق مصنفان قدیم کا مذہب

سینا ندر پروفیسر میکس مولر و غیبہ تونے اور متصیب عیسائی مصنف ہیں کیا گذشتہ زمانہ کے آچاریوں نے بھی کہیں لکھا ہے کہ یہ مختلف شاخا وید ہی کے مختلف نسخے ہیں۔

سو متتر متد بے شک براہین کال کے آچاریہ بھی اسکو مانتے ہیں جتنا پڑ پارکر گریہ

For each veda there are several shakhas & there differences arises from various Readings page 122

More frequently however shakha is used to signify the various editions or more properly the various traditions.

سوتلے میں مرقوم ہے کہ دو ششٹ اس امر کو بیان کرتا ہے۔ کہ دوسرے کی شاٹکھا کی بیرونی کی قطعاً اجازت نہیں ایک عقلمند کبھی دوسرے کی شاٹکھا پر کاربند ہوگا جو دوسرے کی شاٹکھا پر عمل کرتا ہے وہ اپنی شاٹکھا کا یاغی کہلائے گا جب کبھی کوئی اپنی شاٹکھا کو چھوڑتا ہے وہ اپنے مقاصد رشتی کی بے عزتی کے سبب تاریکی میں آجاتا ہے اگر کوئی آدمی اپنی شاٹکھا کی بیان کردہ رسومات کو ماتھ سے دیر تیار ہے۔ خواہ دانستہ یا نادانستہ وہ مرتد ہو کر تیار ہو جائیگا۔

اس طرح چھاند و گلیہ پر ششٹ میں ہے کہ وہ بوقوف شخص ہے کہ جو اپنی شاٹکھا کی بیرونی سے شہ موڑتا ہے دوسری شاٹکھا کے اختیار کرنے کی خواہش میں اچھے سبب اعمال کا کار ت ہو جائیگا۔

کسانیل تنتر و ریک نام میں لکھتا ہے۔ کہ یہ دو ضروری نہیں کہ ہر ایک شخص تنیوں و بیروں کو پڑھے کیونکہ مقصدس نوشتوں میں سے صرف ایک ہی شاٹکھا اس کے پڑھے ضروری سمجھی گئی ہے اس لئے اگر کوئی ہوشیار آدمی ایک ہی وید کی مختلف شاٹکھاؤں کو پڑھے وہ ایسا کر تو سکتا ہے۔ مگر اسکو اس گناہ کی پاداش میں اسی وقت چاول اور جو کا لغارہ دینا چاہئے۔

منوسرئی میں لکھا ہے دو کوئی رگ اور یجر کو جبکہ سام اس کے کانوں میں گونج رہا ہو نہ پڑھے۔ اور نہ بعد اس کے جبکہ وہ اپنشد اور ارنیا کا پڑھ چکا ہو کیونکہ رگ کے سنبو دو لپوتا میں یجر وید کے مقاصد انسان اور سام وید کے پتری سنبو ہیں ایسے سلم نیکی آوانا پاک ہے۔ آپستنبو سام سوتلے میں یہاں کے گیتوں کو دیاں نہیں پڑھنا کہ جہاں کوئی اور شاٹکھا پڑھانی جاتی ہو نیز دیگر جو جنینی سوتلے میں

لے شاٹکھا تنہ ہی کر کے دو ششٹ آہ و ششٹ نہ جات پڑھا کہ گتم کر مہ بد سما پریت۔ آچرن پڑھا کہو گتم شاٹکھا ارنڈہ سہر جیتے۔ یہی لکھا کہ گتم انت سر جیہ پڑھا کہو گتم آچرنت اپر نام ز شرم کو اسواند سے تسی جیتے۔ سو کر مہری انت سر جیتو بد نیت کرتے نرہ کیا ناوا اتھوا لوجا ش منہ تپتو جو بیتا۔

ہما دیو کے ہر نیا کیشی بجا تشبیہ میں ہے کہ تمام اصلی زبانی روایات منتر اور بہرین دونوں کو شا کھا کہا جاتا ہے ان تمام حوالجات سے اور مستفان قدیم کی آراء سے بھی بہ صاف طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ ویدوں کی ۱۱۳۱ شا کھا فی الحقیقت ویدوں کے ۱۱۳۱ مختلف نسخے تھے کہ جن میں سے اکثر تو ضائع ہو گئے

پانچویں فصل

دسمبر کا آخری ہفتہ تھا مذہبی مجلسوں کے لگن کے دن تھے پنجاب کی سب سے بڑی آریہ سماج کا سالانہ اجلاس لاہور میں گزارا جا چکا تھا۔ آریوں کے شعور و عمل بچوم واژو نام جوش و خروش کا کچھ ٹھکانہ نہ تھا۔ بڑے بڑے شہتہارات جلی حروف میں چھپ چکے تھے۔ ان شہتہارات میں مختلف مذاہب کے ساتھ مباحثات کے بھی تین دن اعلان کیے گئے تھے۔ مذہبی مباحثات کے چسکے خوروں نے انتظام کی گھڑیاں نصب شکل طے کیں اور وہ دن جو کہ مباحثات کے لئے مقرر تھے آپہنچے آریہ سماج کے پلیٹ فارم سے دھواں دھار تقاریر کا ایک اڈا ہوا جوش اٹھنا تھا۔ زبانوں کی سحر کاری، الفاظ کی روانی، دعویٰ کا ذور مطالب کی اہمیت ان میں سے ہر ایک چیز موجود تھی مگر کیا شے نہ تھی دعویٰ تھے مگر وہ بائیں نہیں تھے سحر تھا مگر اثر نہیں، روانی تھی مگر صفائی نہیں مطالب تھے مگر صرف زبان چڑچوش و خروش تھا لیکن اس دہبا کا کہ جسکی تہ میں گوہر نہیں۔ ویدوں کی تشریفات میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے گئے۔ مگر جب آندھی چھٹ گئی تو آسمان اپنے بندار پر اور زمین اپنے نقطہ پر نظر آئی کہ اصلی وید دنیا سے ناپیدا و موجودہ وید جعلی اور تباہی و بربادی میں۔ وید کیا تھا اور کیا رہ گیا اور جس قدر رہ گیا اس کی بھی حقیقت

تھ سوشا کھ آشریم ات سر جیہ پر شا کھا آشریم تو یہ کرکھ اچھی ڈربیا صا سو کھ سید جوت کرکھ
لے سوا دھیا کھ۔ کچھ جیہ براہین شا کھا کھ الی اچھے بیوہ منتر براہین اور آشریم میں وید اور
انتر شا کھا عبیدہ سوا دی تہیت تہیت۔

کھلی جاتی ہے۔ آریہ سماج سے مباحثات کے دنوں میں آخری دن مسلمانوں کے ساتھ مباحثہ کے لئے مقرر تھا۔ مزار اصلاح الدین کے ساتھ شرائط مباحثہ طے ہو چکے تھے مضمون مباحثہ موجودہ ویدوں کی اصلیت پر تھا وقت مقررہ پیمرا صاحب نے قرآن کریم کی ایک آیت کی تلاوت کے بعد اپنی تقریر کو اس طرح پیش شروع کیا کہ ایک اگلی آریہ سماج کو چھوڑ کر باقی جنتی و نیک علوم کے ماہر دنیا میں گزرے ہیں خواہ وہ ہندوستان کے ساتھی پنڈت ہوں یا یورپ میں سنسکرت کے سکالران کا یہ شغفہ فیصلہ ہے۔ کہ موجودہ وید اصل اور کامل اور مکمل وید نہیں بلکہ یہ محرف و بدل اور سن شدہ وید ہیں اگر آریہ سماج کے پاس کوئی دلیل اس امر کی موجود ہو کہ یہ چار وید کہ جو اس وقت آریہ سماج کے پیٹ فارم پر موجود ہیں یہی وید اصل وید ہیں تو وہ برائے مہربانی اس دلیل کو پیش کرے اور تاہی توڑتا ہے اس امر کا بھی ثبوت دے کہ ان میں کسی قسم کا تغیر اور تبدیل یوم نزل سے لیکر آج تک نہیں ہوا۔

آریہ سماج کی بطور پندرہ پورٹا نند جی مہا پریشک جوب دینے کیلئے کھڑے ہوئے

پورٹا نند۔ مولوی صاحب نے جو اعتراض کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان چار ویدوں کے سوا اور کوئی کتاب شریعہ دنیا سے لیکر اتناک وید کے نام سے موسوم نہیں ہوئی اس لئے یہ دلیل ہے اس امر کی کہ یہی چاروں وید اصل وید ہیں باقی رہا آپ کا دوسرا اعتراض کہ تواریخی تو اتر سے اس امر کو ثابت کیا جاوے کہ ان میں کسی قسم کا تغیر و تبدیل نہیں ہوا اس کے لئے میں متقی پتھر کو کہ جس میں کل حالات درج ہیں پیش کرتا ہوں یہ گویا ہندوستان کا روزنامہ ہے۔

صلح الدین۔ سب سے پہلے تو میں آپ کے متقی پتھر کو ہی لیتا ہوں جب کہ یہ ایک مسئلہ امر ہے کہ اصلی متقی پتھر اب بھوج سے ۱۰۰ برس پیشتر گم ہو گیا تھا تو آپ کا اس کو

پیش کرنا ہی فضول ہے۔ اور اگر یہ تہمتی پتھر صحیح ہے۔ تو ہمیں سے سکون را در یونانیوں کی جو ہندوستان میں سلطنت رہی اس کا ذکر نکال کر دکھائیے حالانکہ انکی سلطنت کا زمانہ ۱۵۰ برس تک رہا ہے۔

اب لیجئے کہ ان چار کے سوا اور کسی کتاب کا نام وید نہیں ہوا یہ بھی غلط ہے اور اس کو بارنا اپنی تقریروں میں ثابت کر چکا ہوں کہ ان چار کے علاوہ اپنی چار میں اور کتابوں کا بھی ذکر آتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ کتابیں ان چار سے بھی پرانی ہیں بلکہ ان کے برابر ہیں تو وہ وید کیوں نہیں اپنٹ اور دیگر مستند کتابیں ان کو وید ہی ٹھہراتی ہیں۔ پشت پختہ برہمن کی جس شرتی سے پشت دیانتدجی نے چار ویدوں کا الہامی ہونا ثابت کیا ہے۔ اس کے باقی نصف میں پران اتہاس اپنشد و غیرہ سب کو الہامی کیا گیا ہے اور اسی طرح ایشورجی کے سائس سے ان کا پیدا ہونا لکھا ہے۔ کہ جس طرح ویدوں کا بودھائن جی کہتے ہیں کہ منتر برہمن ان دونوں کا نام وید ہے۔ کاتیاہن رشی اور بیاگو رشی بھی یہی کہتے ہیں۔

شدرگوروشش نے لکھا ہے کہ وہ ہر شری لوگ منتر اور برہمن ان دونوں کو وید شبرا کہتے ہیں۔

ان تمام حوالجات سے یہ ثابت ہے کہ وید اور برہمن گرنٹھ اتہاس پران وغیرہ کل کتابیں وید ہی ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ آریہ سماج چار کو تو وید اور الہامی مانتا ہے اور باقی کو نہیں مانتا۔

پور راتنرہ یہ جتھدر اپنے حوالے پیش کئے ہیں انکو آریہ سماج مستند نہیں مانتا کوئی

۱۔ ویکو پیلے باب کی فصل اول ۱۱۵ آریہ ہنتو جھو کہ یہ نیشو اسم اتی ریدر کو وید و دیگر دیدہ سائی کو وید و اتھرو و انگرس اتہاس ۱۱۶ پرانم دو یا اپنشدہ ۱۱۷ شلوکا سوترا ۱۱۸ الو
۲۔ کیا کیسا نانی اسٹی وئی تانی نیشو ستانی اتی پشت پختہ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ منتر برہمن اتی آہو ۱۲۲ ۱۲۳
۳۔ منتر برہمنیور وید نام و جتھم گیہی پری جہا شرا ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰

وید شبرا دم ہر شریہ۔

سنند کتاب کا حوالہ پیش کیا جاوے۔
صلاح الدین - یہ بالکل غلط ہے۔ کہ آریہ سماج ان کو سنند نہیں سمجھتا کیا آریہ سماج مہرشی کا تیار۔ یا لوگیہ کے آپتیجے سے تورا اور شرگور و شمش کے حوالے ہی کتابوں میں بطور سند پیش نہیں کرتا

پورنا نند - کرتا ہے مگر آپ منوسمرتی - نرکت وغیرہ زیادہ معتبر کتب سے اور خصوصاً
 سوامی دیانند کی کتابوں سے کوئی حوالہ پیش کریں۔
صلاح الدین - اگرچہ یہ عندیاب کا نام مقبول ہے کہ منو - نرکت اور سوامی دیانند کی
 کتب سے ہی شریف وید کا ثبوت یا دوسری شاخاؤں کے وید ہونے کا ثبوت دیا جاوے
 تاہم آپ کی خاطر میں اسکو بھی منظور کر لیتا ہوں دیکھئے منوسمرتی ۱۸ میں لکھا ہے کہ
 طلوع آفتاب کے وقت منو ب آفتاب کے وقت اور آفتاب اور ستاروں کے نہ ہونے
 کے وقت گیہ ہوتا ہے یہ ویدی شرتی ہے

منو کے ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ نرکال سند جیسا کہ تین وقت شرتی
 میں لکھی گئی ہیں مگر چاروں میں کہیں اس شرتی کا نام و نشان تک بھی نہیں
 ملتا۔ البتہ یہ شرتی بہتر ہے وغیرہ براسہوں میں اس طرح ملتی ہے دو جو شخص طلوع
 آفتاب سے پہلے ہوم کرتا ہے۔ وہ ایسا ہے کہ جیسے بچہ کو رکھنے کو پیرا ہونے سے پہلے
 ہی پستانوں کا دینا ہوتا ہے۔ اور طلوع ہونے کے ایسا ہے کہ جیسے پیدا ہوئے۔
 بچہ اور بچہ کے کو پستان دیا جاتا ہے اس لیے بہتر یہ ہے کہ طلوع کے وقت ہی ہوم کریں
 (اسی طرح منوسمرتی ۱۸ میں لکھا ہے کہ سب دوج زبرہمن چھتری اور دیش)

۱۸ آونے ایونے زہو سہاویہ پٹنے تھا۔ سر دھارا دتھے بلکہ ایشیم ویدی شرتی (منو ۱۸) سے سہا
 نو دتے جوئی جھاگما رائے واوتلے وا جاتا کے سنتم برتی دو جیات تاورک ناندھ یا اونے
 جوئی جھاگما رائے داوتلے وا جاتا کے سنتم برتی دو جیات تاورک اتیادی ایترا برہمن
 سہ ورا کر دم دو جاتی نام سر دیشام ابو دھر مشہ پر تم اید تر جتے واکر تو ہم شرتی چو ذات ہنو ۱۸

ذاتوں کی حجامت کی رسم پہلے یا تیسرے برس میں وید کے حکم کے بموجب کرنی چاہیے اس سے یہ ظاہر ہے کہ منو کے نزدیک چوٹی رکھنا پہلے اور تیسرے برس ہونا چاہیے یہ وید کے مطابق ہے۔ مگر کسی وید منتر میں برہمن چھتری اور ویش کی حجامت کا ذکر نہیں اور نہ کوئی وقت اس رسم کا وید میں لکھا ہے۔ البتہ اشولان گریہ سوتر میں لکھا ہے کہ تیسرے برس یا چاندان کی رسم کے مطابق یہ رسم ادا کرنی چاہیے لفظ شرتی کے متعلق کسی کو شبہ نہ رہے۔ کہ یہ وید منتروں کا نام نہیں کیونکہ منو نے خود ۱۱ میں صاف کہہ دیا ہے کہ دو وید کو شرتی اور دھرم شناسنہ کو سمرتی جانتا چاہیے پھر اٹھو وید کے کاٹھک سوتر ۱۱ میں آتا ہے۔ وہ کہ منتر اور برہمن یہ دونوں لفظ آمنائے لفظ سے لپکارے جاتے ہیں۔ آمنائے کے معنی وید ویکھو نرت ہے۔ نیز ویکھو ساکھہ درشن ۱۱ کہ سہیں شرتی کے نام سے برہمن گرتھ کا حوالہ دیا ہے۔ ان تمام حوالجات سے یہ ظاہر ہے کہ برہمن گرتھ ویکھو بھی شرتی اور وید ہیں اور یہ کہ سوجی مہاراج اور ساکھہ کا قابل مصنف صرف انہی چار کو وید نہیں مانتا تھا بلکہ برہمنوں کو بھی ان کے ساتھ شامل کرتا تھا اور شاکھاؤں کو بھی وید سمجھا جاتا تھا۔ مگر آج ان کا بہت بڑا حصہ دینا سے کم ہو چکا ہے۔ اور موجودہ وید اس مجموعہ عظیم کا گو یا ایک حصہ بھی نہیں۔

یورنا مندر۔ سارے کے سارے برہمن گرتھوں اور شاکھاؤں کو وید ماننے کی نسبت ہمارے لینے یہ زیادہ آسان ہے کہ ہم منو وغیرہ کے ان چند حوالوں کی نسبت کہ جن کو وہ وید کی شرتیاں قرار دیتا ہے یہ مان لیں کہ صرف چھ منتر وید میں منو کے زمانے میں زیادہ تھے مگر اس وقت وہ نہیں ہیں نقل ہوئے سے رہ گئے یا کاتب محفل گئے۔

لہٰذا نتیجہ درشنہ جو علم کل دھرم ۱۱ سے شرتی وید و ویکھو دھرم شناسنہ دی سمرتیہ سے آنا ہے ہر منتر آج رہنما فی پرتھے نا شرتی زرد و دھور گینام ویر گیا کے تحت برہمنہ ساکھہ ۱۱۔

صلاح الدین یہی تو ہمارا دعوے تھا کہ جسکو آپ نے تسلیم کر لیا کہ ان ویدوں میں نہایت کچھ نثر بیہوش ہو چکی ہے صرف چند حوالجات نہیں دیکھئے نرگت میں لکھا ہے کہ ”بہ رنگ (وید) اور شلوک دونوں میں کہا گیا ہے کہ راسے بیٹے کو بعضہ عرصہ سے پیدا ہوا ہے دل سے نکلا ہے اس لئے تو میرا ہی ہم زاد ہے“ سوامی دیانند جی نے بھی سنسکار ودھی مطبوعہ سہ ۱۹۲۳ء کے صفحہ ۸ پر لکھا ہے کہ یہ نثر چاروں ویدوں میں آتا ہے۔ اور سینتارنھ پرکاش میں اسکو سام وید کا نثر قرار دیا ہے مگر یہ نثر آجکل کسی وید میں نہیں سوامی دیانند اور باسک آچاریہ جیسے فاضل مہلا دونوں کیسے دھوکا کھا سکتے ہیں کہ وہ ایک نثر کو خواہ مخواہ ویدوں کے سرنندہ دین ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ نثر وید میں سے کسی وقت نکال دیا گیا ہے۔ اسی طرح نرگت ۱۶ ویاور وواو امتر و اتوتیتی کو وید نثر کی مثال میں بیان کیا ہے مگر یہ کسی وید کا نثر نہیں پر ویدسیرا جارام صاحب نے اس پر اپنے ہندی نرگت میں نوٹ دیا ہے۔ کہ کسی شاکھا میں تلاش کرنا چاہیے گویا ان کے خیال میں نرگت شاکھاؤں کو بھی وید ماننا تھا۔

سوامی دیانند جی نے سینتارنھ پرکاش مطبوعہ ۱۹۲۳ء کے ص ۱۲۱ کہ دیتنیہ برہمنیہ وجانتہ“ کو ویدوں کا قول لکھا ہے۔ مگر یہ کسی وید میں نہیں

اسی طرح ”اندیشا رشی“ شیچے تو منشیا اجائنٹ“ کی بابت لکھا ہے کہ یہ بچر وید کا نثر ہے مگر یہ بچر وید میں کہیں نہیں دستیارنھ سہلاس ۸ فقرہ ۱۶۲، اسی طرح سیننگروں حوالجات سنوسمرتی نرگت اور ستیبارنھ پرکاش و عجزہ کتب سے دے جا سکتے ہیں کہ جنکو ویدوں کے نام سے بیان کیا گیا ہے مگر موجودہ وید میں ان کا نام دشاننگ نہ نہیں ملتا۔ ان تمام حوالجات سے یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر

۱۶ ایتہ رنگ شلوک بجاہام اسی انورا کا انکات سمجھو سی ہر ویا داوسی چالیہے۔ آتما
ودھی نینزانا می سہ جہشہ وہ ششم ۱۶ ستیبارنھ پرکاش مطبوعہ ۱۹۲۳ء ص ۱۲۱

ہے کہ پہلے یہ گل منتر ویدوں میں موجود تھے۔ مگر اب کسی وید میں موجود نہیں اس سے بھی ویدوں میں تحریف ثابت ہے۔ رگ و آپ کا یہ کہنا کہ یہ معمولی تحریف ہے غیر معمولی نہیں اول تو یہ عذر ہی نامعقول ہے کیونکہ کسی کتاب میں ایک لفظ یا فقرہ کی کئی بیسی کا ثابت ہو جانا کل کی کل کتاب کو پایہ اعتبار سے گرا دینا ہے مگر یہاں تو تحریف کی کوئی حد ہی نہیں رہی شو ناک چارہ چرن دینے میں لگتا ہے کہ چاروں ویدوں کے منٹروں کی تعداد ایک لاکھ ہے اگر موجودہ چاروں ویدوں کی خرید کے لحاظ سے دیکھا جائے تو گویا ان سے کئی سو گنا وید ہونا چاہئے تھے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ساری شکھاؤں کے منٹروں کی تعداد کو ملا کر ہی یہ تعداد منٹروں کی بتلائی گئی ہے۔ مرزا صالح الدین اسی قدر تقریر کرنے پائے تھے کہ آریہ سماج کے پیٹ فارم پر سے کھٹی اچھی اور پر بڑی منٹ صاحب نے کھڑے ہو کر مباشرت کا وقت ختم ہو جانے کا اعلان کیا۔ مسلمانوں کی بیطرف سے مسلمان صد صاحب نے آریہ سماجی مفرا اور پر بڑی منٹ صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایک مختصر سی تقریر فرمائی کہ جو من و عن مروج ذیل ہے

جناب صدر کا خطبہ صدارت

کس قدر حیرت اور تعجب کا مقام ہے کہ انسان اپنے جسم کی پرورش کے لئے ہمیشہ وہی چیز پسند کرتا ہے جو طبعی اور فطری حالت میں ہو جیسا کہ کوئی چیز انسانی دست بزد سے بچی ہوئی ہو اس کو انسانی جسم کی صحت کے لئے سب سے مفید چیز سمجھا جاتا ہے۔ اور اسی بنا پر مشد و مذہب میں چھوٹے چھات کا مسئلہ اس قدر غلو کا رنگ اختیار

لے سوا ہی یا مذہبی تحریف شدہ کتابوں کے متعلق تیار تھو پر کاش کے ۱۹۵۰ پر لکھتے ہیں کہ ان میں تصور اساتذہ ہے لیکن مثبت مباحث ملتا ہوا ہے پس جیسے کہا گیا ہے کہ عمدہ سے عمدہ کھانے کی چیز بھی اگر نہر آلود ہو جائے تو لائق پھینک دینے کے ہے۔ ویسی ہی کتابیں ہیں،

۱۹۵۰ لکھنؤ نو پبشر دوید ائی چرن ڈیوہ شو ناک

کر گیا ہے کہ برہمن ایک دوسرے کے چوٹھے کی آگ کو بھی چھو ہوا ہونے کی وجہ سے اپنے چوٹھے
 میں جہاں اپنے نہیں کرتے اگر کسی جگہ چار اعلیٰ ذات کے برہمن کھانا پکانے کی تیاری
 کر رہے ہوں تو وہ پانچ چوٹھے بناتے ہیں تاکہ چوٹھے کی چھوٹی موٹی آگ نہ لینی پڑے اور
 اُس پانچوں چوٹھے میں سے لی جائے جسمانی پرورش کے لیے تو اس قدر احتیاط برتی جاتی
 ہے لیکن اپنی روح کی حیات اور نمو کے لیے انسانی دست برد کی ذرا بھی پروا نہیں
 کی جاتی اور اس کتاب کو روح جیسی قیمتی اور بیش بہا چیز کے لیے کافی سمجھا جاتا ہے
 کہ جبکہ انسانی ہاتھوں نے نہایت بری طرح گدلا کر دیا ہے وہ شروع دنیا میں جب کہ
 انسان کی نیت صاف اور ست جگ کا زمانہ تھا خدا کی طرف سے انسان کی راس نہائی
 کے لیے ہدایت کا آنا تو ضروری سمجھتے ہیں۔ پر جبکہ وہ جام ہدایت انسانی ہاتھوں
 سے زہرا لود ہو گیا اور ہزار ہا سال سے ہمیں سے روح کی حیات اور نمو کے لیے مفید
 اجزاء خارج ہو گئے کل یک کا زمانہ آگیا کہ ہمیں لوگوں کی طبائع شرارت پسند ہو گئیں
 اور دنیا مشرق سے تباہ مغرب فتنہ و فساد کی آماج گاہ بن گئی تو پھر خدا کی طرف
 کسی صاف اور مصفا جام ہدایت کا آنا ضروری نہیں سمجھتے پس یاد رکھو کہ جیسے تم
 جسمانی پرورش کے لیے انسانی ہاتھوں سے نہ چھوٹی چیزوں کو پسند کرنے ہو گدالے
 پانی کی جگہ صاف اور مصفا پانی کی تلاش میں پھرتے ہو تو اقلیم روح و قلب
 کی حیات اور پرورش کے لیے اس سے بھی زیادہ صاف اور مصفا اور انسانی دست
 برد سے بالا جام ہدایت کی ضرورت ہے۔ اور جس طرح تم اپنی ظاہری کھینٹوں کے
 سوکھ جانے اور باغوں کے ویران ہو جانے کے وقت آسمان کی طرف بار بار نگاہ
 اٹھا کر خدا کے رحم کے لیے دست بدعا ہوتے ہو۔ اور وہ تمہارے دل کی پیاس کے
 بجھانے کے لیے ابر رحمت کو نازل کرتا ہے تو یاد رکھو کہ اسی طرح ہاں ٹھیک اسی
 طرح جب نیکی کی کھیتیاں سوکھ جاتی ہیں تو جگت پتا خداوند عالم دیا تو کہہ پاؤ کہ ہم

کریم خدا کی طرف سے یقیناً یقیناً مطلع عالم پر بدلیاں پھیلتیں بجلیاں چمکتیں اور
 یارانِ رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ عالم انسانی کی فضاء روحانی میں ایک اسی قسم کا
 انقلابِ عظیم اس وقت بھی ہوا جبکہ چھٹی صدی عیسوی میں دنیا اور جہان کی
 تمام ضدالتوں اور تاریکیوں کا ایک عالم گیر طوفان مطلع عالم کو کدہ کر رہا تھا
 ایسے پراسٹوپ اور تاریک وقت میں بدائت و رحمت کا وہ سراجِ خمیر (قرآن کریم)
 عطا کیا گیا کہ جس کی روشنی تمام کرہ ارضی کی ظلمتوں کے نیچے پیامِ صبحِ حق مبارک
 ہے وہ کہ جو اس سراجِ خمیر کو دیکھ کر اپنی آنکھوں کو بند نہیں کرتا اور اس شہ شفاء
 سے اپنی تمام تر بیماریوں کا علاج تلاش کرتا ہے۔ وہ شفاءِ اللہ سے اور اس میں
 یقیناً یقیناً قلب انسانی کے ہر دکھ کی دوا ہے۔

حوالجات

جو اس کتاب میں دئے گئے ہیں، انکی تلاش کے لئے دو باتوں کا یاد رکھنا ضروری ہے (الف) ہندوں کی یہی کتب مختلف اصطلاحات میں تقسیم کی گئی ہیں (ب) اس کتاب میں صرف شمار و اعداد دئے گئے ہیں۔ یہ نہیں بتلایا گیا کہ ان شمار و اعداد سے کیا مراد ہے۔ اس لئے ان چند سطروں کے لکھنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔

(۱) اس کتاب میں گوبال کے متنفذوں کا حالہ منڈل سوکت اور منتر کے لحاظ سے دیا گیا ہے مثلاً ۳۔۴ کے ہندسہ سے منڈ ۳۱ سے سوکت اور ۷ سے منتر مراد ہے (۲) پھر وید کے منتر وہ باب کے اور منتر میں تقسیم کیے گئے ہیں مثلاً ۱۔۲ سے مراد اوصیائے اور ۸ سے منتر مراد ہیں (۳) سام ۳ میں پورا چوک اترا چوک پڑ پڑھاٹ وستی اور منتر میں تقسیم کیا گیا ہے (۴) تھرو وید میں گانڈا نو واگ سوکت اور منتر ہیں مگر جو انہ میں حرف گانڈ سوکت اور منتر دئے گئے ہیں مثلاً ۱۔۲ سے مراد گانڈ ۸ سے سوکت اور ۹ سے منتر مراد ہے (۵) ایتر برہمن کی تقسیم چچا اور کنڈل کا میں ہے اور کے ہندسہ چچا اور نیچے کے ہندسہ کنڈل کا مراد ہے (۶) شنتہ پنچ برہمن کی تقسیم گانڈ پانچک برہمن اور کنڈل کا میں ہے کہ جس کے چھوڑے ہوئے حصوں میں بتلایا گیا ہے مثلاً ۱۔۲ سے گانڈ ۳ سے پڑھاٹ ۷ سے برہمن اور ۸ سے کنڈل کا مراد ہے (۷) چھانڈ وگیدہ پنشد پر سچ پانچک گھنڈ اور منتر میں مثلاً ۱۔۲ پڑھاٹ گھنڈ ۳ اور منتر (۸) گھنڈ اور زنگت میں اوصیائے اور گھنڈ ہیں اور کے ہندسہ گھنڈ (۹) تیریا اور نیک میں چ پانچک اور نو واگ اور پڑھاٹ کا ہندسہ اور نیچے نو واگ (۱۰) گوچہ برہمن میں پانچک اور برہمن میں (۱۱) میمانسا شانتہ میں اوصیائے پاد اور برہمن میں (۱۲) دیشینک میں اوصیائے اسٹک اور برہمن میں (۱۳) شیکا کی تقسیم بھی اوصیائے اور ہٹک اور برہمن میں (۱۴) لوگ شانتہ میں پاد اور برہمن میں (۱۵) ساکھ میں اوصیائے اور برہمن میں (۱۶) دیدانت شانتہ میں اوصیائے پاد اور برہمن میں (۱۷) شٹا اوصیائے میں اوصیائے پاد اور برہمن میں (۱۸) ہاجا شیکا میں ایشا اوصیائے کے حوالہ کی بنا پر تو تاجہ کیونکہ یس کی شرح ہے (۱۹) گھنڈ پنشد میں اوصیائے اور نو (۲۰) چتریا پنشد میں اوصیائے اور گھنڈ ہیں (۲۱) منڈک پنشد میں منڈک اور گھنڈ میں (۲۲) اور ہارنیک پنشد میں اوصیائے اور برہمن میں (۲۳) ہاجا شیکا میں اوصیائے اور گھنڈ ہیں (۲۴) رابین مالیک کی گانڈ اور شلوک (۲۵) منومنی اور شیکا

۵۷	سام دید میں رگ دید کے منتروں کی بھرمار	۳۹	دوسری فصل - رگ اور یجروید کے مختلف نسخے
۵۸	اتھروید کے مختلف نسخے اور ان کا باہمی اختلاف	۴۰	دید شا کھل کے متعلق سوامی دیانند کی تاویل بعید اور اس کی تردید۔
۵۹	اتھروید کے اتھرو اور انگس دو حصے	۴۰	رگوید کے مختلف نسخے اور ان کا باہمی اختلاف
۶۰	انگس دید اتھروید سے سوسال بہت تیار ہوا۔	۴۰	رگوید کے شاگل اور باشکل نسخے میں اختلاف
۶۱	اتھروید میٹھے اور رگ دید کھاری پانی کی پیداہش ہے۔	۴۲	یجروید کے مختلف نسخے
۶۲	اتھروید کا شوٹنگ اور پیلاد نسخہ	۴۳	ہرش پانچلی کے زمانہ میں کچھ یجروید
۶۳	اتھروید میں رگ دید کے منتروں کی بھرمار	۴۵	یجروید کے موجودہ نسخوں میں اختلاف
۶۴	تخریف اتھروید پر ایک آریہ فاضل کی شہادت	۴۷	مختلف نسخے ایک دو گرو مردو ٹھہراتے ہیں
۶۵	چوتھی فصل وید کے مختلف نسخوں کی باہمی زکاہت	۴۸	یجروید میں ملاوٹ
۶۶	وید شا کھل کے متعلق مہنغان قدیم کا مذہب	۴۸	مختلف نسخوں میں ترتیب اور وضاحت کا فرق
۶۷	پانچویں فصل تخریف وید کے متعلق	۴۹	تیسری فصل - سام اور اتھروید کے مختلف نسخے
۶۸	زکرت منو سرتی اور کتب سوامی دیانند سے	۵۲	علم موسیقی اور سام وید
۶۹	موت کتاب کی مثال مذہبی خوراک کی مثال ہے۔ (خطبہ صدارت)	۵۲	سام گاتے ہرے تخریف کرنی پڑتی ہے
۷۰	حوالہ جات کے متعلق ہدایات	۵۳	سام وید کے ایک ہزار مختلف نسخے تھے
۷۱		۵۴	مختلف مطالعہ کے چھپے سام وید میں اختلاف
		۵۶	موجودہ سام وید میں کانٹ چرمانٹ
			سام وید کے منتروں کی تعداد میں اختلاف عظیم